امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۱۰/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴/مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار | شمارہ نمبر 11

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- پردہ کا حکم کتاب وسنت کی روشنی میں
- ہر شخص اپنی ذمہ داری نبھائے
- حقوق نسواں؛ اسلام اور مغرب
- عصری درسگاہیں تاریکی کے گھیرے میں
- دماغ کی حفاظت کریں
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کیجئے

زندہ اور صحت مند قومیں اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر ترقی کرتی ہیں۔ پھر کامیابیاں ان کے قدموں کو چومتی ہیں، سائنس وٹکنالوجی اور ایٹمی توانائی کے اس دور میں دنیا کی متمدن ملکوں اور قوموں نے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد و بھروسہ کیا اور مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھیں، حالات اور تقاضوں کو سمجھا، زمانے کے رخ کو پہچانا پھر غور وفکر اور تحقیق و جستجو سے نئی نئی چیزوں کی دریافت کی اور زماں ومکان کے فاصلوں کو توڑ کر دنیا کو مٹھی میں بند کر دیا، جاپانی قوم کی ترقی کا راز یہی ہے کہ اس نے اپنے تخلیقی واختراعی ذہن کو وسعت دی، پھر نئی ایجادات وانکشافات سے دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی انسان کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے تو ان کے لئے زمانے کی موجیں، زندگی کی موجوں کی مانند ہو جاتی ہیں جو پانی کے بہاؤ کے ساتھ گزر جاتی ہیں جب آدمی کا مقصد اس کے سامنے ہو تو اس کو پانے کے لئے وہ کسی ایسی کوشش سے باز نہیں رہ سکتا جو اس کے امکان میں ہو وہ بڑی بڑی قربانیاں پیش کر سکتا ہے اور سخت سے سخت حالات کا بھی سامنا خندہ پیشانی سے کر سکتا ہے۔

دنیا کے بڑے انسانوں کی سوانح عمری پڑھ لیجئے کہ جب انہوں نے کسی عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے کوئی معرکہ سر کرنا چاہا تو انہیں راستے میں کئی خارجی قوتیں ان دیکھی دیواروں کی مانند حائل ہو گئیں لیکن منزل مقصود تک پہونچنے والے ان دیواروں کو خاطر میں لائے بغیر جدوجہد کرتے رہے اور کامیابیاں حاصل کیں۔ ایسے لوگوں کی مثالیں تاریخ میں بہت ملیں گی جنہوں نے اپنے ذاتی عزم اور جدوجہد سے اپنی زندگی بنائی۔ ملک کے عظیم سائنس داں سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر عبدالکلام ایک اخبار فروش کی حیثیت سے اپنی زندگی کی ابتدا کی لیکن ان کا عزم پیہم جواں تھا۔ وہ زندگی کے نشیب وفراز سے گزر کر اس حد تک ترقی کی کہ ملک کے باوقار باعظمت عہدہ صدارت تک جا پہنچے، بہار کے ضلع گیا کی ایک بزرگ شخصیت دشرتھ مانجھی نے چند سال قبل ایک ایسا کارنامہ انجام دیا جس کو برسوں حکومت انجام نہ دے سکی، انہوں نے اپنے آبائی گاؤں گہلور گھاٹ سے امیٹھی تک چار کیلومیٹر پہاڑ کی مسافت کو پختہ سڑک میں تبدیل کر دیا، یہ ان کے عزم وحوصلہ کی بات ہے کہ اپنی صلاحیت پر بھروسہ کیا اور ایک نئی تاریخ بنا ڈالی، آپ کو اس طرح کی مثالیں زندگی کے ہر میدان میں ملیں گی کہ نامساعد حالات میں بھی لوگوں نے اپنے آپ پر اعتماد کیا اور آگے بڑھے اور کامیاب ہوئے۔ ایک فلسفی نے سچ کہا کہ اس کائنات میں وہی انسان باقی رہ سکتا ہے جس میں زیست کے لئے جدوجہد کی صلاحیت موجود ہو۔ ایک شاعر نے کہا

یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گمان تو ہے

درحقیقت قدرت نے انسانوں کو جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں اگر وہ ان کو پورے طور پر استعمال میں لائے تو اس کو ماحول سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوگی، اس کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کر کے اس کو بروئے کار لائے، جو لوگ ہمت شکنی اور سہل نگاری سے کام لیتے ہیں ان کی عقلی وفکری صلاحیتیں کمزور پڑ جاتی ہیں ان کے اندر سے ارتقاء پذیر ممکنات کی نمو ختم ہو جاتی ہے۔ نتیجہ ان کی صلاحیتیں اور قوت عمل زنگ آلود ہو کر لوہے کی مانند بے کار ہو جاتی ہیں وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر دوسروں کے سہارے زندگی گزارنے کی تگ ودو شروع کر دیتے ہیں، اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی اس کی بگڑی بنا دے مگر بگڑی تو اپنے بنائے ہی بنتی ہے اور تائید الٰہی بھی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان خود کچھ کرنے کے لئے کمر کس لے۔

چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا
اگر اڑنے کی دھن ہو گی تو ہوں گے بال و پر پیدا (سہیل)

آیئے ہم اپنی زندگی کی کشت ویراں کو نئے سرے سے سرسبز وشاداب بنانے کے لئے عزم وحوصلہ، نئی توانائی و تازگی کے ساتھ میدان عمل میں آئیں، اور جو قوتیں اور وسائل اللہ نے ہم کو دیئے ہیں ان کا صحیح اور جائز استعمال کریں، اس کے لئے تدبیر اختیار کریں، اور مستقبل مزاجی سے کام کا آغاز کریں، پھر نتیجہ کا انتظار کریں۔ سرسید احمد خان نے ایک جگہ لکھا ہے کہ مستقل مزاجی سے آدمی کو کبھی کسی کام میں شکست نہیں ہوتی انسان کے پاس ایسا کوئی ہتھیار نہیں کہ جس سے ثابت قدمی، استقلال، مستقل مزاجی زائل ہو سکے، مستقل مزاجی کے ساتھ اگر انسان میں کچھ دانش بھی ہو تو زیادہ مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ صرف ذہانت ہو، مستقل مزاجی سے کام کرنے والوں سے بہت بڑے بڑے امور ظہور پذیر ہوئے ہیں، کیونکہ دنیا میں جن لوگوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ حکومت کی ہے وہ ایسے ذہن نہیں تھے جس درجے میں کہ وہ مستقل مزاج محنتی اور ثابت قدم تھے، خود سرسید احمد خان مسلم یونیورسٹی کے قیام کے وقت نت نئے حالات سے دوچار ہوئے لیکن وہ اپنے مشن ومقصد میں غیر معمولی انہماک کے ساتھ لگے رہے، اس لئے لیاقت و صلاحیت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہونے والے ہر جگہ اپنی جگہ اپنا حق وصول کر لیتے ہیں، اس لئے ماحول سے کوئی امید نہ رکھئے، بلکہ اپنی صلاحیت اور لیاقت پر بھروسہ کیجئے۔

جوانو! صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے
چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا

بین السطور

مولانا رضوان احمد ندوی

نئی نسلوں کی بے راہ روی

اس وقت ہمارے معاشرہ میں بہت سی ایسی سماجی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں، جس نے معاشرہ کی روحانی اور اخلاقی قدروں کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ہے۔ بے راہ روی، انارکی اور خود پسندی سے سماج کا امن وسکون تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اگر معاشرہ کے صاحب کردار افراد نے اس کے اصلاح کی کوئی تدبیر نہیں نکالی تو بعید نہیں کہ کچھ عشروں کے بعد ہم اپنا ملی تشخص تک کھو دیں اور انسانیت دم توڑ دے، اس وقت معاشرہ میں جہاں کرپشن وجرائم کی گرم بازاری ہے تو وہیں دوسری طرف نئی نسلیں دین واخلاق سے عاری ہوتی جارہی ہیں وہ جوانی کی امنگوں میں کثرت سے منشیات کا استعمال کر رہی ہیں ان میں سگریٹ نوشی، گٹکا خوری اور بھانگ کی ایسی لت پڑتی جارہی ہے کہ ان اشیاء سے پیدا ہونے والے مضر اثرات کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے، آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ چوک وچوراہے پر اور ہوٹلوں میں ۱۲/۱۵ سال کی عمر کے لڑکوں کے ایک ہاتھ میں چائے کی پیالی ہوتی ہے اور دوسرے ہاتھ میں جلتی ہوئی سگریٹ۔ چائے نوشی اور سگریٹ کشی ایک کے بعد ایک کا شوق پورا کیا جاتا ہے اور ان دونوں کی بدمزگی سے اپنے نفس کی لذتوں کو تسکین بہم پہنچا رہے ہیں۔ کچھ نوجوان ایسے بھی دیکھے گئے، جو اس قبیح حرکت وعمل کے لئے دوست واحباب کی محفلیں جماتے ہیں، خوش گپیاں کرتے ہیں، بے لاگ تبصرے وتجزیے ہوتے ہیں اور انجام سے بے خبر رہتے ہیں۔ یہی حال گٹکا اور پان مسالہ کھانے والے نوجوانوں کا ہے کہ وہ سڑی گلی نشہ آور چھالیوں کے بند پریوں کو پھانکتے ہیں اور اپنی صحت وجوانی کو برباد کرتے ہیں۔ اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ نشہ آور اشیاء کے استعمال سے نت نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پھر اس کے بعد موت واقع ہو جاتی ہے۔ عالمی صحت تنظیم کے ایک سروے رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا میں ہر برس تقریباً تیس لاکھ افراد تمباکو، گٹکا استعمال کرنے کی وجہ سے مہلک بیماریوں کے شکار ہو رہے ہیں، پھیپھڑوں کے سرطان کا اندیشہ بڑھتا جارہا ہے اور اس کے نتیجہ میں اموات واقع ہو رہی ہیں۔ بھلا بتایئے کہ یہ کون سی دانشمندی ہے کہ محنت کی کمائی کو موت کے لئے اسباب پیدا کریں، یا کم از کم حقیر سی لذت قلب کی تسکین کے لئے گاڑھی کمائی کو برباد کریں۔ اس لئے منشیات کی روک تھام کے لئے اگر ایک جانب حکومت نئی نئی اسکیمیں بنا رہی ہیں تو دوسری طرف سماج کے بااثر شخصیات کو سماجی اصلاح کی تحریک پر زور دینا چاہئے ورنہ اگر ہماری یہ نئی نسلیں اسی طرح ضائع ہوتی رہیں تو سماج کے لئے حرماں نصیبی ہوگی۔ اسلام نے حفظان صحت اور جان ومال کی قدر کرنے کی بڑی تعلیم دی ہے اور اس کے ضیاع کو حرام قرار دیا ہے، پس ایک پاکیزہ اور صالح معاشرہ کی علامت یہ ہے کہ انسان اوصاف حمیدہ کا خوگر بنے، برے اور لایعنی کاموں سے گریز کرے۔

اسی طرح اگر دوسری سماجی برائیوں کا جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ نوجوانوں میں رشتوں کی پاک دامنی کا تصور بڑوں اور بزرگوں کا ادب و احترام سب مفقود ہوتا جارہا ہے، انہیں از کار رفتہ سمجھا جاتا ہے، جس کے باعث خاندانی نظام کے تانے بانے کمزور پڑتے جارہے ہیں۔ اگر ہم اپنے بڑوں اور بوڑھوں کو سایہ رحمت سمجھیں تو معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ ہو جائے۔ اسلام نے بزرگوں کی عزت وتوقیر کا حکم دیا ہے مثلاً اگر کوئی بوڑھا کہیں کھڑا ہو اور آپ بیٹھے ہوں تو ان کو اپنی جگہ پر بیٹھائیں اگر آج آپ نے ان کی تعظیم وتکریم کی ہے تو کل جب آپ عمر رسیدہ ہوں گے تو آپ کی عزت کی جائے گی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو نوجوان کسی بوڑھے شخص کی اس کی عمر کی رعایت کرتے ہوئے تعظیم کرے گا تو جب وہ نوجوان اس عمر کو پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ویسا ہی انتظام فرمائیں گے نسلیں جو ملک و ملت کا قیمتی اثاثہ ہیں ان کی حفاظت کی جائے تاکہ ان کی صلاحیتوں سے مستقبل میں امت کو فائدہ پہنچ سکے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اتراؤ نہیں

"لَاتَفْرَحُوْا بِمَا آتَاكُمْ" (حدید:۲۳) اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں، اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

مطلب: اللہ تعالی نے جن لوگوں کو مال و دولت اور جاہ و منصب کی نعمتوں سے نوازا ہے یا فضل و کمال کی دولت عطا کی ہے، ان کو چاہئے کہ وہ اللہ کا شکر بجالائیں؛ کیونکہ دنیا کی نعمتوں پر اترانے والے اور فخر کرنے والے اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں، اکثر یہ ہوتا ہے جب کسی انسان کے اندر خود بینی کا مرض لاحق ہو جاتا ہے تو اس سے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگتی ہے اور یہیں سے اس کا زوال بھی شروع ہو جاتا ہے، ماضی کی قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب انہوں نے مال و دولت کی بہتات پر اترانا شروع کیا تو اللہ تعالی نے انہیں تباہ و برباد کر دیا، ارشاد ربانی ہے، "وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا" ہم نے بہت سی بستیوں کو جنکو اپنے سامان عیش و عشرت پر ناز تھا، مضبوط اور مستحکم قلعے تھے اور حفاظتی سامان تھے، سب خاک میں مل گئے، سب کو ہلاک کر دیا، اس کی خودنمائی اور خودرائی نے اس کو کبر و غرور میں مبتلا کر دیا تھا، اس نے اپنی طاقت اور قوت کی نمائش شروع کر دی تھی، جو ان کی تباہی کا سبب بنی، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عیوب کے ان سارے ذرائع کا انسداد کیا، ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص کسی کی مبالغہ آمیز طریقہ پر تعریف کر دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ تم نے اس کو ہلاک کر دیا، ایک بار آپ کے سامنے کسی کا ذکر آیا تو ایک شخص نے اس کی تعریف کی، آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کی گردن کاٹ دی، اگر کسی کی تعریف ہی کرنا ہے تو یہ کہو کہ میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں، مدح کی یہ ممانعت اس لئے کی گئی ہے کہ اس سے ممدوح میں عجب خود بینی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا کہ ان نصوص پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب و خود بینی ایک فریب کا نام ہے اور جب اس فریب کا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت جلوہ سراب سے زیادہ نہ تھی، لیکن معاشرتی اور سیاسی حیثیت سے تو یہ وہ دنیا ہی میں چاک ہو جاتا ہے، مگر مذہبی حیثیت سے آخرت میں چاک ہوگا (سیرۃ النبی) اس لئے اس بیماری کا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ کوئی اپنی خوبی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھے، مال و دولت اور جاہ و منصب کو فضل خداوندی اور عطیہ ربانی تصور کرے اور نفس کے دھوکہ میں نہ آئے، جو عمل خیر کرے وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرے اور اس حدیث کو پیش نظر رکھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی نیکی اس غرض سے کرے تاکہ لوگ سنیں اور اس کی شہرت ہو، اللہ تعالی قیامت میں اسے رسوا کر دے گا اور اس کی برائی کو مشہور کر دے گا اور جو کوئی لوگوں کو دکھا کر کوئی عمل کرے گا، تاکہ لوگ اسے بڑا کہیں، اللہ تعالی اس کے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔

چار بڑی نعمت

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تمہارے اندر پیدا ہو جائیں تو اگر دنیا کی کوئی نعمت تمہیں نہ ملی ہو تو تمہیں اس کا غم نہ ہونا چاہئے، اول یہ کہ امانت کی حفاظت کرنا، دوسرے یہ کہ سچ بولنا، تیسرے یہ کہ خوش اخلاقی سے پیش آنا اور چوتھے یہ کہ جو لقمہ کھا رہے ہو، اس کا پاک ہونا" (بیہقی)

وضاحت: دنیاوی زندگی میں صالح اور پاکیزہ کردار کے انسانوں کا بڑا اکرام ہوتا ہے اور بدکردار انسان ہر جگہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے مومن بندہ کو صاف ستھری زندگی گذارنے اور سماج و معاشرہ میں اخلاق کو معیاری بنانے کی تاکید کی ہے، حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جس مسلمان کے اندر یہ چار صفتیں پیدا ہو گئیں، گویا اس کو دنیا و آخرت کی بہت بڑی نعمت حاصل ہو گئی، یہ چار صفتیں مختصر ہونے کے باوجود اتنی جامع ہیں کہ اس میں دین کا خلاصہ آگیا ہے، پہلی صفت یہ کہ امانت کی حفاظت کرنا کہ اس سے مسلمانوں کی دینی و ملی شناخت قائم رہتی ہے، خیانت کرنے والا دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی رسوا ہوگا، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو، اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ آج انسانی معاشرہ میں جو بھی افراتفری نظر آرہی ہے، وہ امانت داری کے اصول پر پوری طرح کاربند نہ ہونے کی وجہ سے ہے، اس لئے ہمارا دینی واخلاقی تقاضا ہے کہ ہم ہر معاملہ میں امانت داری کو اپنائیں، دوسری صفت یہ کہ ہم سچ بولیں، کیوں کہ سچائی نجات کا راستہ ہے اور کذب بیانی ہلاکت و بربادی کا، دروغ گوئی سے معاشرے میں فتنہ و فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے، حدیث پاک میں اس کو اکبر الکبائر بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ سارا معاملہ دل کی کیفیت کا ہے، اگر دل درست ہوگا تو زبان بھی درست ہوگی، جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل بگڑا ہوا ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل دل و نظر جو مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تیسری صفت یہ کہ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملا کریں، اس سے مومن کا کردار بلند ہوتا ہے اور وہ اللہ کی رحمت سے قریب ہوتا ہے، بداخلاق اور بدکردار انسان اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے اور سماجی زندگی میں بے قیمت بن کر رہتا ہے؛ کیوں کہ یہ عجب و تکبر کی علامت ہے اور اللہ کو تکبر و مغرور انسان پسند نہیں ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے اندر تواضع و انکساری پیدا کریں، مہذب اور شائستہ انسان کی یہی پہچان ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو آدمی خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو ان کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور آخری صفت یہ بیان کی گئی کہ مشتبہ اور حرام غذا کھانے سے پرہیز کریں؛ کیوں کہ حلال کھانے سے دل میں روحانیت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے اور حرام غذا سے ظلمت و تاریکی چھا جاتی ہے، سود اور جوا کے ذریعہ مال کھانا، غبن کرنا، رشوت لینا، حرام مال کی تجارت کر کے مال کمانا ایسی تمام آمدنی کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، ایسی کمائی میں نہ تو برکت ہوگی اور نہ ہی ایسے شخص کی عبادت قبول ہوگی۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

شب برات میں ٹولیاں بنا کر قبرستان جانا

س: شب برات میں ٹولیاں بنا بنا کر لوگ قبرستان جاتے ہیں، میلہ کا ایک سما ہوتا ہے، قبروں پر اگربتی اور موم بتی جلاتے ہیں، کیا اس کا ثبوت کتاب وسنت سے ہے؟ کیا دعا اور ایصال ثواب کیلئے قبرستان جانا ضروری ہے؟

ج: اگر کوئی شخص کبھی کبھار انفرادی طور پر شب برات میں قبرستان چلا جائے تو اس کی گنجائش ہے لیکن اسے ضروری سمجھنا یا تماشہ کے طور پر جماعت در جماعت قبرستانوں میں بھیڑ اکٹھی کرنا، میلہ لگانا، قبروں پر روشنی و چراغاں کرنا جیسا کہ آج کل مروج ہے کتاب وسنت، صحابہ اور سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے، جہاں تک دعا اور ایصال ثواب کا معاملہ ہے تو وہ کبھی بھی اور کہیں سے بھی کیا جا سکتا ہے اس کیلئے قبرستان جانا ضروری نہیں ہے۔

شبینہ کی شرعی حیثیت

س: بعض جگہوں پر شب برات میں شبینہ ہوتا ہے جس میں دو تین حافظ قرآن باری باری سے مائک پر قرآن کریم پڑھتے ہیں، باضابطہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہوتا ہے جس کو پورے محلہ میں پھیلا دیا جاتا ہے جس کی گونج صرف اسی محلہ میں نہیں بلکہ اطراف کی پوری آبادی میں سنائی دیتی ہے جبکہ اردگرد کی بہت سی بستیاں غیر مسلموں کی بھی ہوتی ہیں انہیں ناگوار گذرتا ہے، مجلس کے اختتام پر مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، یہ سارا انتظام چندہ کی رقم سے ہوتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: مروجہ شبینہ میں بہت سی خرابیاں ہیں، مثلاً:

(۱) شب برات میں شبینہ کو لازمی سمجھ کر انجام دینا، جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔

(۲) عام طور پر شبینہ ایک رات کا ہوتا ہے جس میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، حافظ صاحبان نہایت تیزی سے قرآن پڑھتے ہیں، جس سے حروف کٹتے ہیں، چھوٹتے بھی ہیں، مخارج کی ادائیگی اور تجوید کی رعایت بالکل نہیں ہو پاتی ہے، ظاہر ہے ایسا قرآن پڑھنا باعث گناہ اور قرآنی ہدایت کے خلاف ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو:

"وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً" (سورۃ المزمل:۴) **اى لاتعجل بقرأة القران بل اقرأه فى مهل وبيان مع تدبر المعانى وقال الضحاك اقرأه حرفا حرفا" (الجامع لاحكام القرآن: ۳۷/۱۹)**

(۳) لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے جہاں برادران وطن کے آرام میں خلل ہوتا ہے، انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام و شعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں وہیں اہل محلہ کے کام و آرام میں بھی بہت زیادہ خلل ہوتا ہے، بہت سارے مریضوں کیلئے نیند نہایت ضروری ہوتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کی تیز آواز سے انہیں نیند نہیں آتی اور اس طرح پوری رات کرب اور بے چینی میں گذرتی ہے، ظاہر ہے اس طرح تکلیف پہونچانا شرعاً ناجائز و حرام ہے شریعت مطہرہ ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتی اس کی تعلیم تو یہ ہے کہ سلام بھی اتنی آواز میں کرو کہ سونے والوں کی نیند میں خلل نہ ہو:

"فيسلم تسليما لايوقظ النائم ويسمع اليقظان" (صحيح مسلم، كتاب الاشربه، باب اكرام الضيف: ۱۸۴/۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب داخل ہوتے تو ایسی آواز میں سلام کرتے کہ جو لوگ جگے ہیں وہ سن لیں اور جو سو رہے ہیں وہ جگے نہ۔

(۴) یہ رات چونکہ عبادت کی رات ہوتی ہے، بہت سارے لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مسجدوں میں عبادت کر رہے ہوتے ہیں، لاؤڈ اسپیکر کی آواز ان کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے دوران اعتکاف کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو اس پر تنبیہ فرمائی کہ ہر آدمی اپنے رب سے مناجات و سرگوشی میں لگا ہے، لہذا زور سے قرآن پڑھ کر دوسروں کو تکلیف نہ پہونچاؤ:

"ألا إن كلكم مناج ربه فلايوذين بعضكم بعضا ولايرفعن بعضكم على بعض القرأة،
(صحيح ابن خزيمة: ۱۹۰/۲)

(۵) آیت سجدہ پر سجدہ واجب ہے، دور تک آواز جاتی ہے، آیت سجدہ لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے لیکن وہ اس پر سجدہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوتے ہیں۔

(۶) اس طرح کے پروگرام کا مقصد عام طور پر ریا و شہرت اور نام و نمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے جس سے بڑی بڑی عبادتیں بے کار ہو جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کیلئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل و رسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کیلئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر و ثواب اسی سے مانگو جس کیلئے تم نے وہ عمل کیا تھا:

"عن جندب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع سمع الله به ومن يراء يراء الله به" (صحيح البخارى، باب الريا والسمعة: ۹۶۲/۳)

(۷) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی کا انتظام اور اس طرح کے خلاف شرع کاموں کے لئے چندہ کیا جانا صحیح نہیں ہے۔ لہذا مذکورہ مفاسد کے پیش نظر مروجہ شبینہ صحیح نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 62/72 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۱۰رشعبان المعظم۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴رمارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار

شب برأت، خیروبرکت والی رات

شعبان کا مہینہ سایہ فگن ہے، جو بڑی عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے، یہ ماہ رمضان سے پہلے دلوں کے گرد وغبار کو صاف کر لینے کے لئے آتا ہے کیونکہ رمضان کے مقدس مہینہ کے انوار و برکات سے صحیح طریقہ سے وہی لوگ فیضیاب ہو سکتے ہیں جنہوں نے اپنے دل کو صاف ستھرا کرلیا، ذکر وتسبیح سے آئینہ دل کو مجلی ومصفی کرلیا اور کثرت سے سنن ونوافل نمازوں اور روزوں کا اہتمام کیا، اللہ اس کے درجات کو بلند فرمائیں گے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے استقبال میں ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ کو شعبان کے مہینہ میں جس کثرت سے روزہ رکھتے ہوئے دیکھا کسی دوسرے مہینہ میں نہیں دیکھا، اس ماہ کی ۱۵ رویں شب جس کو شب برأت کہتے ہیں، اس کی متعدد فضیلتیں وارد ہوئی ہیں جو شخص اس شب میں توبہ واستغفار اور عبادت وریاضت میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی چادر پھیلا دیتے ہیں اور اس کے لئے مغفرت ونجات کا فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ اس شب میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور بنو کلب کے بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کی مغفرت کرتے ہیں، لہذا اس مبارک رات میں جس قدر عبادت ہو سکے اس میں کوشش کرنی چاہئے اور خیر وبرکت کے حصول میں کسی قسم کی تساہلی اور تغافل سے کام نہیں لینا چاہئے، البتہ شرک وکینہ پرور اور دوسروں سے عداوت ودشمنی رکھنے والے اس سعادت سے محروم رہیں گے، ہاں اگر انہیں اپنے کرتوت پر شرمندگی ہوئی اور اللہ سے رجوع کر کے ایمان ویقین کی نعمت سے بہرہ ور ہو گئے یا دل کو بغض وعناد سے پاک کرلیا اور بندے کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی رحمت کے سایے میں ڈھانپ لیں گے، اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اس رات کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے، انفرادی طور پر قرآن مجید کی تلاوت کرے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہدو پیان کرے۔

بعض بزرگوں کا معمول رہا ہے کہ وہ شب برأت میں بعد نماز مغرب سورہ یٰسین تین بار پڑھتے تھے اول مرتبہ درازی عمر کی نیت سے، دوسری مرتبہ بلاؤں کے دفع کرنے کے لئے اور تیسری مرتبہ خدا کے سوا کسی اور کا محتاج نہ ہونے کے لئے، آپ بھی اس کا اہتمام کیجئے، بہت سے لوگ اس رات چراغاں کرتے ہیں، بڑے اہتمام کے ساتھ حلوے پوریاں بنواتے ہیں، بزرگوں کے نام فاتحہ خوانی کراتے ہیں یہ سب غلط اور ناپسندیدہ عمل ہے اس سے احتراز لازم ہے، مردوں کے لئے دعاء مغفرت کرنا بہتر ہے، مگر جتھا بنا کر قبرستان جانا اور وہاں تفریحی مشاغل اختیار کرنا خوش گپیاں کرنا کسی بھی طرح درست نہیں، قبرستان عبرت وموعظت کی جگہ ہے اس کو تماشے کا مرکز نہیں بنانا چاہئے، یہ رات ودن اس لئے دئے گئے ہیں کہ ان میں عبادت کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کیا جائے اور نامہ اعمال کو وزنی بنایا جائے۔

عوام پر مہنگائی کا بوجھ

ابھی حالیہ دنوں میں پانچ ریاستوں میں انتخاب ہوئے اس کی وجہ سے پورے ملک میں گہما گہمی کا ماحول رہا، اب حالات جیسے ہی معمول پر آنے شروع ہوئے ہیں کہ مرکزی حکومت نے روزمرہ کی اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے، ساگ سبزی، تیل مصالحہ جات، دال کی قیمتیں آسمان چھو رہی تھیں، ابھی اس سے لوگ ابھرنے بھی نہیں پائے تھے کہ حکومت نے کمرشیل ایل پی جی سلنڈر کی قیمت میں اضافہ کر دیا، حالاں کہ اکتوبر اور نومبر میں اس کی قیمت میں اضافہ ہوا تھا اور غریب عوام اس کی مار جھیل رہے تھے کہ اچانک ایک سو پانچ روپے بڑھا کر مزید اس کو پریشانی میں ڈال دیا، مدر ڈیری دودھ میں بھی دو روپے فی لیٹر کا اضافہ کر دیا گیا، یہ ایک نئے طرز کی مہنگائی ہے جس کا تعلق نہ تو قحط سے ہے، نہ ہی قلت زر مبادلہ سے اور نہ ہی ہڑتالیوں سے، یہاں تک کہ اس کا تعلق افراط زر سے بھی نہیں ہے، اس مہنگائی کا تعلق حکومت کا انتخابی میدان میں ہونے والے اخراجات کی بھرپائی سے ہے، گرچہ حکومت اس کو دوسرا رخ دینا چاہتی ہے، حکومت کا کہنا ہے کہ روس اور یوکرین کے درمیان جنگ نے صنعتی بحران پیدا کر دیا ہے، جس سے خام تیل کیمیکلز کی سپلائی بند ہونے کی وجہ سے ہے، لیکن عوام سمجھ رہی ہے کہ پردہ کے پیچھے سے کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے، مرکزی حکومت نے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں سے انتخابی عمل میں مالی مدد حاصل کی ہے، اب ان کی تجوری کو بھرنے کے لئے غریب عوام کو بلی کا بکرا بنانا چاہتی ہے، بھلا بتائیے کہ کرونا وائرس کی مار جھیلتے رہے مزدور ومحنت کش طبقے ابھرنے بھی نہیں پائے تھے کہ مہنگائی کی مار نے ان کی کمر توڑ دی حکومت کو مہنگائی پر قابو پانے کے لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھانے ہوں گے، تاکہ لوگوں کا اعتماد بحال ہو ورنہ مستقبل میں جو کچھ ہوگا فضاؤں کی لکیروں کو پڑھ لینا چاہیے۔

روس اور یوکرین اصل تنازع کیا ہے؟

روس اور یوکرین کے درمیان تنازعات کی تاریخ طویل ہے اور حالیہ بحران کی جڑیں بھی اسی تاریخی تناظر سے پیوست ہیں، سوویت یونین میں شامل ہونے سے قبل یوکرین روسی سلطنت کا حصہ تھا، ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے خاتمہ کے وقت یوکرین سمیت چودہ آزاد ریاستیں قائم ہوئیں، لیکن یوکرین کو علاحدہ ملک کے طور پر تسلیم کرنا کئی تاریخی اعتبار سے روس کے لئے مشکل رہا، دراصل روس اور یوکرین کی تاریخ نویں صدی سے شروع ہوتی ہے جب کیف قدیم روسی سلطنت کا دارالحکومت بنا اور ۹۸۸ء میں شہزادہ ولادیمر نے روس کو آرتھوڈکس مسیحیت سے متعارف کرایا تھا، آج یہی شہر یوکرین کا دارالحکومت ہے، ۱۶۵۴ء میں روس اور یوکرین ایک معاہدے کے تحت زار روس کی سلطنت میں متحد ہو گئے تھے، بعد میں یہ سوویت یونین میں بھی ساتھ رہے، یوکرین کے دو علاقوں کی آزادانہ حیثیت تسلیم کرنے پر امریکہ اور یورپی یونین کے علاوہ دیگر ممالک نے بھی روس کے خلاف اقدامات کا اعلان کیا، ادھر یوکرین نے مغربی ممالک سے اپنے روابط بڑھانے شروع کر دئے، ناٹو نے بھی مشرقی یورپ میں اپنا دائرہ اثر بڑھانے کے لئے کئی ممالک کو دفاعی اتحاد کا حصہ بنانا شروع کیا، دوسری عالمی جنگ کے بعد سوویت یونین ایک بالادست قوت کے طور پر ابھری تھی، اس لئے سرد جنگ ختم ہونے کے بعد سوویت یونین کا حصہ رہنے والے یورپی ممالک نے روس کے اثر سے نکلنے کے لئے نیٹو کا رخ کرنا شروع کیا یوکرین بھی ان ممالک میں شامل تھا لیکن سوویت یونین میں شامل دوسرے ممالک کے مقابلے میں یوکرین کی نیٹو میں شمولیت روس کے لئے حساس معاملہ رہا، دونوں کے درمیان معاہدے ہوئے، مگر ان معاہدوں پر کسی فریق نے عمل نہیں کیا، بالآخر روس نے یوکرین پر حملہ کر دیا جس سے بھاری تباہی مچی، ہزاروں لوگ موت کے منہ میں چلے گئے اور بیس لاکھ سے زیادہ افراد نے یوکرین چھوڑ کر دوسرے ممالک میں پناہ لے لیا، تادم تحریر روس یوکرین پر مسلسل جمع کر رہا ہے، حالات دن بدن بد سے بدتر جا رہے ہیں۔

راجیہ سبھا کی نشستوں کے لئے انتخاب

ماہ اپریل اور اگست کے درمیان راجیہ سبھا کی ۷۰ رنشستوں کے لئے انتخابات ہونے والے ہیں، اس وقت راجیہ سبھا کی ۲۴۵ رسیٹوں میں بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں کی ۱۱۴ رسیٹیں ہیں، ان میں صرف بی جے پی کی ۹۷ رنشستیں ہیں، جبکہ اپوزیشن پارٹیوں میں کانگریس کی ۳۴ رہیں، دوسری جماعتوں میں ٹی ایم سی کی ۱۳، ڈی ایم کے کی ۱۰، بی جے ڈی کی ۹، سی پی ایم کی ۶، ٹی آر ایس کی ۶، وائی آر ایس سی کی ۶، ایس پی راجد اور اے آئی اے ڈی ایم کے پانچ پانچ، جدیو اور این سی پی کی چار چار، اکالی دل، شیوسینا، بی ایس پی، عام آدمی پارٹی اور نامزد کی تین تین سیٹیں ہیں دو آزاد اور دیگر چھوٹی پارٹیوں کے ۱۶ رممبران ہیں، فی الحال ایوان کی ۸ رسیٹیں خالی ہیں، لیکن جلد ہی ان اعداد وشمار کی تصویر بدلنے والی ہے، کیونکہ جن پانچ ریاستوں میں اسمبلی کے انتخابات ہوئے اس کے نتائج کے اثرات راجیہ سبھا پر پڑنے والے ہیں، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ اپریل اور اگست کے درمیان ہونے والے راجیہ سبھا کے انتخابات میں کس کا قبلہ کسی رخ پر ہوتا ہے، اگر خدانخواستہ بی جے پی اور اس کی حلیف پارٹیوں کی حمایت کا سلسلہ دراز رہتا ہے تو اس کا اثر براہ راست صدارتی انتخاب پر بھی پڑے گا، ان حالات میں سیاست دانوں کو ہوشمندی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

فضائی آلودگی

اقوام متحدہ کی اسمبلی برائے ماحولیات نے فضائی آلودگی کو روکنے کے لئے ۱۷۵ رممالک کے نمائندوں سے مذاکرات کئے اور پہلے مرحلہ میں پلاسٹک کے کچڑے کو ٹھکانے لگانے یا اس کا متبادل تلاش کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک کو غور کرنے کے لئے قرار دادیں منظور کیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہر سال ۴۰ رکروڑ ٹن سے زائد پلاسٹک پیدا کی جاتی ہے، جس کو استعمال کرنے کے بعد یا تو سمندروں، دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے یا ویران جگہوں پر پھینک دیا جاتا ہے جس سے آلودگی پیدا ہو جاتی ہے جو صحت کے لئے نہایت ہی نقصاندہ ہے، عالمی ادارہ صحت نے فضائی آلودگی سے پیدا ہونے والے امراض کی نشاندہی کرتے ہوئے ماحولیاتی آلودگی پر کنٹرول کرنے کی تاکید کی، کیونکہ ہر سال فضائی آلودگی سے عالمی سطح پر ۷۰ رلاکھ سے زیادہ افراد موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں، اگر دنیا کے تمام ممالک نے اس تجویز پر عمل درآمد کیا تو کسی حد تک ان اموات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

گجرات میں کوئلہ گھوٹالہ

ایسا لگتا ہے کہ ہمارے ملک میں گھوٹالوں کی باڑھ آگئی ہے، آئے دن کوئی نہ کوئی گھوٹالوں کا انکشاف ہوتا ہے، شیر گھوٹالہ، کبھی بینک گھوٹالہ، کبھی چارہ گھوٹالہ اور کبھی رافیل گھوٹالہ، اور اب گجرات میں کوئلہ گھوٹالہ کا انکشاف ہوا ہے، بی جے پی کے دور میں بدعنوانی کے اتنے معاملات سامنے آئے ہیں جو عدیم المثال ہیں۔ ایک ہندی اخبار دینک بھاسکر کی رپورٹوں کے مطابق گذشتہ ۱۴ رسالوں میں گجرات حکومت کی کئی ایجنسیوں نے صنعت کاروں کو دوسری ریاستوں سے زیادہ قیمت پر بیچ کر پانچ ہزار سے چھ ہزار کروڑ روپے کا گھپلہ کیا ہے، کول انڈیا کی مختلف کوئلہ کانوں سے نکالا گیا کوئلہ ان صنعتوں تک نہیں پہونچایا گیا، جن کے لئے اسے نکالا گیا تھا، جب سرکاری محکمے کے افسروں، کول ٹرانسپورٹ سسٹم سے جڑے افسروں سے کوئلہ غائب ہونے کی حقیقت جاننے کی کوشش کی گئی تو سب نے نوکمنٹ کہہ کر خاموشی اختیار کرلی، ایسا لگتا ہے کہ انتظامیہ صرف اپنی جیب بھرنے کے لئے کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے، غور طلب مسئلہ یہی ہے، اس معاملہ میں جس سے بھی دریافت کیا جاتا ہے دائیں بائیں جھانکنے لگتے ہیں، جس سے ان افسروں کی بدنیتی بھی ظاہر ہو رہی ہے، اور بے ایمانی بھی، اگر اس طرح ملک کے معدنی ذخائر ضائع ہوتے رہے تو اس کا ملک کی معیشت پر زبردست اثر پڑے گا، پھر ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مولانا محمد سعود اللہ رحمانی

مولانا محمد عابد مظاہریؒ: نقوش وتأثرات

کل اسکی آنکھ نے کیا زندہ گفتگو کی تھی
گمان تک نہ ہوا وہ بچھڑنے والا ہے

میرے مشفق استاذ ماہر علم وفن داعی اسلام حضرت مولانا محمد عابد مظاہری (مدرس دارالعلوم رحمانیہ زیرو مائل اررریہ بہار) وسعت مطالعہ اور قدیم و جدید فکر کے علمبردار کی حیثیت سے علمی دنیا میں ایک خاص مقام کے حامل تھے، ان کی زندگی کے عادات واطوار صحیح معنوں میں سیرت انبیاء کا نمونہ تھے، ان کی شخصیت ہمہ رنگ اور ہمہ جہت تھی، کمالات کی جلوہ گری تھی۔ پرت در پرت شخصیت، رنگ برنگ شاداب، خوشنما اور خوشبودار پھولوں کا گلدستہ کا ہر پھول جان بہاراں اور جاذب نظر تھا، جس کی عطر بیزی سے محفلیں معطر ہوجاتی تھیں، اخلاص ومروت ان کا شعار تھا اور حسن اخلاق وطیرہ۔ وہ بیک عالم بھی تھے اور داعی بھی، معلم بھی تھے اور مربی بھی، متکلم بھی تھے اور مبلغ بھی، فقیہ بھی تھے اور مورخ بھی، قومی کارکن بھی تھے اور سماجی خدمت گار بھی۔

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

حضرت نے 5 جولائی ۱۹۴۷ عیسوی کو اس دارفانی میں آنکھیں کھولیں، ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن پورندھا میں حاصل کی، کالج سے میٹرک کیا، ساتھ ہی مظاہرالعلوم سے سند فراغت حاصل کی، اس کے بعد آپ نے اپنی پوری زندگی دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس کے لئے دارالعلوم رحمانی زیرو مائل میں وقف کردی۔

آپ کے اخلاقی نقوش میں "خردوں کا احترام" بہت نمایاں ہے، آپ صرف بڑوں کا احترام نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے سے چھوٹوں کا بھی اسی طرح احترام کرتے تھے جس طرح بڑوں کا احترام کرتے تھے، مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی مجھے "تم" کہہ کے مخاطب کیا ہو، ہمیشہ آپ کہہ کے مخاطب کرتے تھے۔

خاکساران زمانہ کو حقارت سے نہ دیکھ
یہ بڑے لوگ ہیں جینے کا ہنر جانتے ہیں

آپ طبعاً بذلہ سنج اور زندہ دل انسان تھے، ممکن ہے دور سے دیکھنے والوں یا کبھی کبھی ملنے والوں کے ذہن میں ان کے متعلق خشک مزاجی کا تصور ابھرتا ہو، لیکن قریب رہنے والے جانتے ہیں کہ وہ خشک مزاج نہیں، بلکہ انتہائی خوش مزاج انسان تھے، البتہ اپنی زندہ دلی اور خوش مزاجی کے اظہار میں موقع ومحل کی خاص طور سے رعایت فرماتے تھے۔

حضرت مولانا، صاحب تقویٰ عالم دین تھے، ایک لمحہ کے لئے بھی ذکر اور عبادت وریاضت سے غافل نہ رہتے تھے، درس وتدریس، رشد وہدایت میں اپنی نظیر آپ تھے، علوم وفنون میں کمال رکھتے تھے، اللہ نے انہیں بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

اپکی زندگی کا سب سے اہم مشن دعوت وتبلیغ تھا، اصلاح قوم کی فکر میں کڑھنا، درد امت کو لیکر در در جاکر لوگوں کو دین کی طرف بلانا، اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانا، ایمان ویقین کی بات بتا کر مسجد کے اعمال سے جوڑنا، صبح وشام کا مشغلہ تھا، آپ نے دعوت وتبلیغ کے لئے کئی بار بیرون ممالک کا بھی سفر کیا آپ کے محبین بے شمار اور آپ کے شاگرد لاتعداد ہیں جو اپنی جگہ دین کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

9 فروری 2022 کو اچانک یہ افسوسناک اور دل دہلا دینے والی خبر ملی کہ ہمارے استاذ جناب مولانا عابد صاحب اب ہمارے درمیان نہیں رہے، اس خبر سے دل پر جو گزری، اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ دل کسی صورت یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ وہ دینی معمار جن کی زندگی کا ہر لمحہ تبلیغ وترویج اسلام کے لئے وقف تھا، ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہوگیا، مگر قضا وقدر کے فیصلوں پر راضی رہنا ایمان کی علامت ہے، ہاں اس کا افسوس ضرور رہے گا، ایک چشمہ علم ہم سے دور ہوگیا، ایک مشعل افکار تھی جو بجھ گئی، ایک قلم تھا جو چلتے چلتے چلتے رک گیا، ایک ذاکر وشاغل ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا، ایک بزرگ ہستی کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا۔

اور ہم ایک بلند پایہ مفکر، دانشور، ایک پرخلوص نیک صفت، خوش بیان اور صاحب کردار انسان کے ساتھ ساتھ ایک بہترین اور نمونہ عمل استاد کی سرپرستی سے محروم ہوگئے۔

یہ کیا دست اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
چمن سے توڑنا پھول اور ویرانے میں رکھ دینا

آج اگرچہ وہ ہم سب کو ہمیشہ ہمیش کے لئے داغ مفارقت دے گئے، اس دنیائے آب وگل سے رخصت ہوگئے لیکن ان سے ہمارا روحانی رشتہ ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا، ان کے جسم کو موت آگئی مگر ان کے کام اور کام کرنے کے بخشے ہوئے حوصلوں کو کبھی موت نہیں آسکتی، انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سے علمی، تہذیبی اور ادبی نقوش چھوڑے ہیں صرف اس لئے کہ ہم ان منور نقوش کو اپنا راہنما بنا کر حقیقی زندگی کا صحیح تعین کرسکیں اور اپنے اسلاف سے رشتہ استوار رکھ سکیں، یادوں کا یہ ربط ہی ہماری وراثت ہے، یہ تعلق ہی ہماری پہچان ہے؛ بقول علامہ اقبال:

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے!
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

جانے والے دنیا سے چلے جاتے ہیں، مگر اپنے پیچھے یادوں کے نقوش چھوڑ جاتے ہیں، ہمارے حضرت بھی دینا سے رخصت ہوگئے اور بہت سی یادیں چھوڑ گئے، اللہ انہیں جنت الفردوس کا اعلی مقام عطا کرے۔

کتابوں کی دنیا ✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

سیاسی ڈائری - اخبار وافکار کی روشنی میں

عالم اسلام کی ممتاز علمی وفکری شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کی ذات رشد وہدایت کا ایک روشن چراغ تھی، قدرت نے انہیں تفسیر وحدیث اور فقہ اسلامی پر خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، وہ اس دور کے ایک بڑے اور نامور شیخ طریقت تھے، جو سالکین کی صلاح وتربیت میں اپنے مرشد کا ثنی تھے، ان کی نظر ہندوستان کی علمی تاریخی وسیاسی تحریکات اور اس کے اتار چڑھاؤ پر بڑی وسیع اور عمیق تھی، وہ حالات حاضرہ سے واقفیت کے لئے روزانہ کے اخبارات اور معیاری رسائل وجرائد پابندی سے پڑھا کرتے تھے، اور جو چیزیں ان کے خیال میں اہم ہوتی تھیں، اس کو اپنی ڈائری یا کاپی پر نوٹ فرمالیتے تھے، جس کو آپ نادر روزنامچہ یا معلوماتی شئی یعنی متفرق معلومات کا گنجہائے گرانمایہ سے تعبیر کرسکتے ہیں، معلومات کا یہ خزانہ حضرت کے ذاتی مکتبہ میں محفوظ تھا، حضرت مولانا ارشد مدنی نے لکھا ہے کہ حضرت مدنیؒ کے ذاتی مکتبہ میں ہمیں دو مجموعے ملے، ایک کا نام ''حضرت مدنی کی ذاتی ڈائری'' اور دوسرے کا نام ''معلومات شتی'' تھا، یہ دونوں مجموعے نوے فیصد حضرتؒ کے اپنے قلم سے تحریر کردہ ہیں، شاید وباید کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ اگر مضمون طویل ہے تو منشی سید شفیع صاحب کو دیدیا کہ اس کو نوٹ کردیں، زیر نظر کتاب حضرت مدنی کی جمع کردہ معلومات کا مجموعہ ہے، چونکہ متفرق معلومات ہیں، اس لئے کہیں کہیں اصل موضوع سے متعلق معلومات کا اضافہ کیا گیا تاکہ پڑھنے والا صحیح فائدہ حاصل کرسکے (کلمات ارشد)

چنانچہ مولانا محترم کے ایماء پر پاکستان کے ایک معروف وممتاز اسلامی اسکالر اور حضرت مدنی کے عقیدتمند جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری نے ۲۱؍برسوں کی طویل محنت کے بعد ترتیب وتحقیق کتابی شکل میں مدون کیا اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی ''سیاسی ڈائری، اخبار وافکار کی روشنی میں'' کے نام سے طبع کرایا، فاضل مرتب نے ترتیب کتاب کے وقت ایک خاص نقطۂ نظر کو سامنے رکھا اور انہوں نے اس کی وضاحت کی کہ میں نے اس کی تالیف وتدوین میں اپنے آپ کو ایک خاص نقطہ نظر، طرز فکر، اور فلسفہ سیاست کی طرفداری سے الگ نہیں کرسکا، لیکن اتنے طویل مدتی اور اتنے عظیم وضخیم منصوبے کی تکمیل کسی پختہ فکر سے گہری وابستگی کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتی تھی، مجھے اس فکر اور اس کے بزرگوں سے سچی عقیدت نہ ہوتی تو ہرگز مجھ میں استقامت اور ایثار وقت ومال کا جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ (سیاسی ڈائری جلد۵)

یہ ڈائری سات ہزار صفحات پر مشتمل آٹھ جلدوں میں ہے، اس کی پہلی جلد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارت، ملک کے سیاسی معاملات میں اس کا دخیل ہونا، ۱۸۵۷ء کی بغاوت کا ظہور عام، دارالعلوم دیوبند کا قیام، کانگریس کے سیاسی سفر کا آغاز تحریک ریشمی رومال، تحریک آزادی کے نشیب وفراز وغیرہ کے تذکرے ہیں، دوسری جلد میں تحریک خلافت، ترک موالات، جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام، ۱۹۳۷ء کے انتخابات وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ تیسری جلد میں سول نافرمانی کے بہت سے اہم واقعات، حضرت شیخ الاسلام کی گرفتاری، مراد آباد کا مقدمہ، اس میں حضرت شیخ کا تاریخی بیان کی تفصیلات ہیں۔ چوتھی جلد میں ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد پنجاب وسرحد میں ہوئے فسادات کی تفصیلات نیز اس دور کے واقعات کی پوری تصویر ڈائری کے اس حصہ میں مرتب ہوگئی ہے، اس ڈائری میں مؤلف نے صرف واقعات کو تاریخ وار درج نہیں کردیا ہے، بلکہ واقعات پر تبصرہ بھی کیا ہے، فاضل مولف نے ڈائری کی ترتیب میں طویل تاریخی مضامین ومقالات کو علاحدہ جلد میں شریک اشاعت کیا، چونکہ ڈائری کا موضوع حوادث وواقعات ہوتے ہیں جن کا تعلق ایام وشہور سے ہوتا ہے، مقالات کا موضوع افکار ونظریات اور مباحث سے ہوتے ہیں جن کا تعلق کسی مختصر یا طویل عرصے یا عہد سے ہوتا ہے، اور ان کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت کسی خاص دن یا تاریخ سے وابستہ نہیں اس لئے انہوں نے مقالات کو الگ کرکے ڈائری کے ساتھ مقالات سیاسیہ کے تین مجموعے مرتب کرکے شائع کئے ہیں جو تقریباً سولہ صفحات پر مشتمل ہیں۔

سیاسی ڈائری کے مقالات سیاسیہ کے حصہ میں قاضی بل کے سلسلہ میں ایک تحریر ایسی بھی ہے جو حضرت شیخ الاسلام کی نہیں ہے، بلکہ یہ ایک رپورٹ ہے جو ہفتہ وار نقیب پٹنہ میں چھپی تھی اور حضرت نے اسے کاپی میں اپنے قلم سے نقل کرلیا تھا اس کو بھی مؤلف کتاب نے بہ طور تبرک اس جلد میں شامل کرلیا ہے، جس کا انہوں نے اعتراف بھی کیا اور کہا کہ حضرت کے قلبی رجحان کے پیش نظر نقیب کے حوالہ سے اس مضمون کو نقل کیا جارہا ہے، مقالات سیاسیہ کے حصہ دوم میں مورخ ملت حضرت مولانا محمد میاں کے جمعیۃ علماء کی تاریخ ہندستانی سیاست وغیرہ موضوعات پر لکھے گئے مضامین کو سیاسی ڈائری کے تکملہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، مقالات سیاسیہ کے تیسرے حصہ میں تقریباً تیس اہل قلم کے موضوع سے متعلق مضامین ہیں بہرحال شیخ الاسلام کی سیاسی ڈائری کی تدوین وتسوید کا کام ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، اس کے مطالعہ سے جہاں عہد رفتہ کی تاریخ، قومی جد وجہد اور سیاسی مد وجزر کی تصویر سامنے آتی ہیں، وہیں اس کتاب کے ذریعہ مستقبل کے لئے نقشہ کار تیار کرنے میں معاون ومددگار ثابت ہوگی۔ بہرحال یہ کتاب دلچسپ اور معلوماتی ہونے کی بنا پر ارباب ذوق کے لئے خاصے کی چیز ہے جس کا مطالعہ مفید بھی ہے اور سبق آموز بھی، خواہش مند ارباب فکر ونظر فرید بک ڈپو دریا گنج نئی دہلی۲ کے پتہ پر چار ہزار چار سو روپے بھیج کر مکمل جلد خرید سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

یہ ہے شان نبوت: احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت عفو و درگزر اور غایت اخلاق و تواضع کا ایک عجیب بصیرت افروز واقعہ مذکور ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمالیا تو مسجد حرام میں تشریف لائے، مکہ چھوڑنے کا صدمہ تھا، اس لئے خانہ کعبہ میں دوگانہ ادا کرنے کا ارادہ تھا، بیت اللہ کی کنجی عثمان شیبی کے پاس تھی، وہ دروازہ پر بیٹھا رہتا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی سے فرمایا: ''اے شیبی! تھوڑی دیر کے لئے بیت اللہ کا دروازہ کھول دے تاکہ میں اندر جاکر دو رکعت نفل پڑھ لوں'' اس نے جھڑک کر کہا کہ ''تم کو داخلہ کی ہرگز اجازت نہیں ہے، تم ہمارے آبائی دین کو چھوڑ کر ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہو۔'' ''میں عبادت کرنا چاہتا ہوں، دو رکعت پڑھنے کی اجازت دے دو'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لجاجت سے فرمایا: ''نہیں آپ کو اجازت نہیں دی جائے گی، آپ واپس جائیے'' شیبی بیحد درشت لہجہ میں بولا ''اے شیبی! ایک وقت آنے والا ہے کہ جس جگہ تو بیٹھا ہوا ہے، وہاں میں ہوں گا اور جہاں میں کھڑا ہوں یہاں تو کھڑا ہوگا، اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرط تحمل اور نہایت نرمی سے فرمایا: جاؤ، جاؤ! ایسی باتیں بہت سنی ہیں'' شیبی پھر غصہ سے بولا۔

بہر حال اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مایوس واپس ہوگئے اور ہجرت فرمالی پھر جب فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور اعلان امن فرمادیا تو پھر مسجد حرام میں تشریف لائے اور فرمایا کہ شیبی کو بلاؤ، چنانچہ شیبی نے آکر کعبہ کا دروازہ کھولا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر کھڑے ہوگئے، جہاں فتح مکہ سے قبل کبھی شیبی بیٹھا رہا کرتا تھا اور شیبی وہیں کھڑا ہوا جہاں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے التجا کر رہے تھے۔

شیبی! تم کو وہ وقت یاد ہے جب میں نے تم سے لجاجت کے ساتھ التجا کی تھی کہ مجھ کو کعبہ کے اندر دو رکعت پڑھنے کی اجازت دے دو اور تو نے مجھ کو ڈانٹ دیا تھا'' حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں! اچھی طرح یاد ہے'' شیبی بولا، ارشاد فرمایا: ''یہ بھی یاد ہے کہ میں نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا تھا کہ جس جگہ تو بیٹھا ہوا ہے، اس جگہ میں ہوں گا اور جس جگہ میں کھڑا ہوں اس جگہ تو کھڑا ہوگا، یہ تو نے دیکھ لیا۔'' شیبی بولا: ''جی ہاں! دیکھ لیا، سب کچھ اس طرح ہوا ہے جیسا آپ نے کہا تھا'' فرمایا: ''اب تیرا کیا حشر ہونا چاہئے؟''

وہ بولا: ''اخ کریم و نبی کریم (یعنی میں ایک کریم بھائی اور کریم نبی کے سامنے کھڑا ہوں۔'' حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو و درگزر کا ایک نرالا انداز اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے شیبی! یہ لے، میں کعبہ کی کنجی تیرے حوالے کرتا ہوں اور یہ قیامت تک تیرے ہی خاندان میں رہے گی، کوئی دوسرا اس کو حاصل نہیں کرسکے گا، آج سے تو اور تیرا خاندان قیامت تک کے لئے کعبہ کا متولی ہے۔''

ایک انوکھا جھگڑا: حدیث میں وارد ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے زمین خریدی اور قیمت ادا کر کے اس پر قبضہ حاصل کرلیا، جب اس پلاٹ پر عمارت بنانے کے لئے بنیاد کھودی گئی تو زمین سے ایک بہت بڑا دیگچہ برآمد ہوا جو سونے چاندی سے بھرا ہوا تھا، وہ اس دیگچہ کو لے کر زمین فروخت کرنے والے صحابی کے گھر پہنچ گئے اور فرمایا: ''لیجئے یہ دیگچہ آپ کا ہے'' ''کیسا دیگچہ؟'' دوسرے صحابی نے فرط حیرت سے پوچھا، ''وہ جو زمین میں نے آپ سے خریدی تھی'' پہلے صحابی نے وضاحت کی، ''یہ دیگچہ اس سے نکلا ہے، میں نے تو آپ سے زمین خریدی تھی، دیگچہ تھوڑا ہی خریدا تھا، اس لئے یہ آپ کا حق ہے۔'' دوسرے صحابی نے فرمایا: ''جب میں نے تم کو زمین بیچ دی تھی تو اس کے نیچے تحت الثریٰ تک جو کچھ ہے وہ سب تمہارا ہے، اس لئے یہ دیگچہ آپ کا حق ہے میرا نہیں۔''

اب دونوں میں لڑائی اس بات پر ہو رہی ہے کہ ایک کہتا ہے کہ یہ دیگچہ آپ کا حق ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں میرا نہیں بلکہ آپ اس کے حقدار ہیں، بالآخر یہ معاملہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں کے کوئی اولاد ہے؟'' معلوم ہوا کہ ایک کے یہاں بیٹا اور دوسرے کے یہاں بیٹی ہے، ارشاد فرمایا: ''دونوں کی باہم شادی کردو اور ان ہی پر اس دولت کو خرچ کردو۔''

تو بھی جنتی میں بھی جنتی: حضرت اشمؒ علم نحو کے بہت بڑے امام گزرے ہیں، وہ انتہا درجہ کے بدصورت تھے، بدصورتی کی جتنی بھی علامتیں ہوسکتی ہیں، بے حد سیاہ فام، چوڑے چوڑے دانت، چھوٹی چھوٹی کرنجی آنکھیں، دانت بیحد زرد، آنکھوں میں کیچڑ بھرا ہوا، یہ سب امام اشمؒ میں جمع تھیں اور بایں ہمہ وہ جمال معنوی میں یکتائے عہد تھے، یعنی علم نحو میں اپنے وقت کے مسلمہ امام شمار ہوئے تھے۔

امام اشم کی شادی ایک ایسی عورت سے ہوئی جو حسن و جمال میں بے نظیر اور خوبصورتی کا مرقع تھی، جب میاں بیوی آمنے سامنے بیٹھتے تو دھوپ چھاؤں معلوم ہوتے تھے، امام صاحب اکثر اپنی بیوی سے کہا کرتے تھے کہ میں بھی قطعی جنتی ہوں اور تو بھی جنتی ہے، بیوی پوچھتی کہ کیا بات ہے؟ ایسا کس بنیاد پر کہہ رہے ہو، فرماتے: میں تو اس لئے جنتی ہوں کہ تجھ جیسی پری جمال بیوی ملی، اس پر میں شب و روز شکر ادا کرتا ہوں اور اس شکر کے راستہ میں جنت میں پہنچوں گا اور تو اس لئے جنتی ہے کہ مجھ جیسا بدصورت شوہر تجھے ملا، تو دن رات اس پر صبر کرتی ہے کہ کس بلا میں گرفتار ہوگئی، اس لئے تو صبر کے راستہ سے جنت میں جائے گی۔

جنگی قیدیوں سے بہتر سلوک: جنگ بدر میں شکست خوردہ کفار تو جنگ کا پانسہ پلٹتے ہی مکہ کی جانب بھاگنے لگے تھے مگر مسلمان فاتحین شام تک میدان جنگ میں موجود رہے، انہوں نے مقتولین کفار کی ساری لاشیں ایک جگہ جمع کیں اور ان سب کو ایک گڑھے میں دفن کردیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی سے بڑی سختی سے منع کردیا تھا، قبل اسلام دنیا میں جتنی اقوام اور حکومتیں موجود تھیں وہ سب مقتولین اور اسیران جنگ کے ساتھ انتہائی شرمناک اور وحشیانہ سلوک کیا کرتی تھیں، جن کی تفصیلات سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

مگر جنگی قیدیوں کے ساتھ مسلمان جس حسن سلوک سے پیش آئے اس کی نظیر پوری تاریخ انسانی میں مفقود ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو چار چار کی تعداد میں قیدی صحابہ کی تحویل میں دے دیے اور ان کو ہدایت کی ان قیدیوں کو آرام و احترام سے رکھا جائے، چنانچہ تعمیل ارشاد میں صحابہ خود تو روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کر لیتے مگر قیدیوں کو اچھا کھانا پیٹ بھر کھلاتے تھے۔

ان قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو بھی تھا، وہ ایک شعلہ بیان مقرر تھا، جنگ بدر سے قبل وہ مکہ میں عام جلسوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کیا کرتا تھا، حضرت عمرؓ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''ایک اللہ کے رسول! اس شخص کے نیچے کے دو دانت اکھڑوا دیں تاکہ پھر یہ اچھی طرح بات نہ کرسکے۔''

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر میں اس کے اعضا بگاڑوں گا تو گو میں نبی ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اس کے پاداش میں میرے اعضا بھی بگاڑ دے گا۔''

بعد میں جنگی قیدیوں کا فدیہ چار ہزار درہم فی کس مقرر ہوا، مالدار قیدیوں سے زیادہ رقم وصول کی گئی لیکن جو قیدی مفلسی کے باعث فدیہ ادا کرنے کے قابل نہ تھے، ان کو بلا معاوضہ ہی رہا کردیا گیا اور تعلیم یافتہ قیدیوں کو حکم ہوا کہ اگر وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں تو انہیں رہا کردیا جائے گا، جنگ بدر میں کافی مال غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا مال غنیمت ایک جگہ جمع کرنے کا حکم فرمایا، اس میں سے پانچواں حصہ ریاست کے فلاحی کاموں کے لئے نکال کر باقی مال غنیمت مسلمان مجاہدین میں تقسیم کردیا گیا، شہداء کا حصہ ان کے ورثہ کے حوالے کردیا گیا۔

ایک انوکھا غلام: بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے، حاجت مند قطار بند ہوکر باری باری حاضر ہو رہے ہیں، بادشاہ ہر درخواست پر حاجت مند کی خواہش کے مطابق حکم صادر کر رہا ہے، اسی اثنا میں ایک تاجر حاضر ہوتا ہے، وہ بادشاہ کی خوشنودی کی خاطر چند غلام لاتا ہے اور بادشاہ سے ان کو پیش خدمت کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے، اجازت ملنے پر وہ تاجر باری باری غلاموں کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے لگتا ہے اور ساتھ ہی ہر غلام کے نمایاں اوصاف و محاسن بھی بیان کرتا جاتا ہے، جب تمام غلام پیش ہوچکے تو بادشاہ اس تاجر سے پوچھتا ہے ''کیا ان غلاموں کے علاوہ کوئی اور بھی تمہارے پاس ہے؟''

''ایک غلام اور بھی ہے مگر وہ آپ کی خدمت میں پیش کئے جانے کے لائق نہیں ہے'' تاجر نے جواب دیا۔ بادشاہ کی طلب پر وہ غلام حاضر ہوتا ہے اور بصد تعظیم سلام عرض کر کے سر جھکا کر کھڑا ہوجاتا ہے۔

تمہارا کیا نام ہے؟'' بادشاہ نے پوچھا ''غلام کو جس نام سے پکاریں غلام ہی رہتا ہے'' اس نے جواب دیا ''کھانے میں کیا پسند کروگے؟ بادشاہ نے پھر سوال کیا ''مالک جو کھلا دے غلام کی وہی پسندیدہ غذا ہے'' غلام نے غایت ادب سے عرض کیا ''تمہاری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ، فوری طور پر اس کو پورا کیا جائے گا'' بادشاہ بولا، بادشاہ سلامت میں ایک غریب غلام ہوں، نہ اختیار اپنا نہ ارادہ اپنا، اس لئے مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی خواہش کو دل میں جگہ دوں'' غلام نے بصد عاجزی عرض کیا۔

وہ بادشاہ حضرت ابراہیم ادہمؒ تھے، غلام کے مذکورہ بالا تمام جواب سن کر بادشاہ ایک زور کا نعرہ بلند کیا اور بیہوش ہوگیا، جب کچھ دیر کے بعد ان کو ہوش آیا تو دیکھا کہ غلام اسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا ہے، حضرت ابن ادہمؒ خود سے مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے ابراہیم! تجھ پر ہزار افسوس! تو بھی اپنے اللہ کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن تیرا مقام اس غلام سے بھی کم تر ہے، تجھ سے یہ غلام ہی بہتر ہے، جس نے اپنے سارے اختیارات اپنے مالک کے سپرد کردیے ہیں لیکن تو اپنے اختیارات اپنے پاس ہی رکھتا ہے، تجھ کو اس غلام کی طرح ہونا چاہئے۔''

گستاخان رسول کا عبرت ناک انجام: امت کے فرعون کو جہنم رسید کرنے کے علاوہ ایک اور گستاخ رسول ایسا بھی گذرا ہے جس کا تفصیلی ذکر خود اللہ جل شانہ نے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ رہتی دنیا تک مسلمان اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے، سورہ لہب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: 'ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہوجائے نہ تو اس کا کوئی مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی (مال سے مراد اس کا سرمائی اور ''ماکسب'' سے مراد اس کا نفع ہے) اور آخرت میں ایک مشعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے اور دوزخ میں پہنچ کر اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی، خوب بٹی ہوئی۔''

سورہ لہب پوری اس گستاخ کے بارے میں ہے، اس عاقبت نااندیش شخص نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا چیلنج دیا تھا جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم نہیں بلکہ تمہیں قتل کردوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور شجاعت پر اس کو مکمل یقین تھا لیکن بدقسمتی سے اس نے اسلام قبول نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چیلنج کے بعد شعوری اور لاشعوری طور پر بیحد خوف محسوس کرتا رہا، ایک بار جنگ بدر میں سامنے آنے پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے برچھا لے کر ابولہب پر ہلکا سا چرکہ لگایا، جس سے وہ جانوروں کی طرح زور سے غرایا اور اس طرح چیخنا چلانا شروع کردیا کہ ساتھیوں کو کہنا پڑا کہ: ''ابولہب شرم کر! اس قدر بہادر اور سردار قبیلہ ہونے کے باوجود ہلکے سے زخم بلکہ خراش پہ شور مچاتے ہو، بلکہ غراتے، چنگھاڑتے اور دہاڑتے ہو؟''

اس نے جواب دیا: ''تم کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ اس ہلکی سی خراش سے مجھ کو کس قدر درد ہے، کیوں کہ یہ دیکھو کہ یہ زخم لگایا ہوا کس کا ہے۔''

بالآخر ابولہب اسی ہلکے سے زخم کی وجہ سے جہنم رسید ہوا، اس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور اس کے نزدیک کوئی بھی یہاں تک کہ اس کی بیوی بھی نہ جاتی تھی، آخر میں اس کی لاش کو گھسیٹ کر اور دور لے جاکر پتھروں سے ڈھانک دیا گیا (دوسرے لفظوں میں اس کو پتھروں سے مارا گیا، اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب سے گستاخی کا بدلہ ابولہب کے پورے خاندان کر برباد کر کے لیا۔

ابولہب کے بیٹے نے بھی حضور صلی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جرأت کی تھی، جس کا خمیازہ اس کو اس طرح بھگتنا پڑا کہ وہ رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے باعث عبرت و بصیرت بنا رہے گا، اس کے گستاخانہ عمل پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہ سے کہا کہ اس پر کتے مسلط کردے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کلمات کو سننے کے بعد ابولہب کے بیٹے کو یقین کامل ہوگیا کہ اب اس کا بچنا مشکل ہے، چنانچہ اس نے آج کل کی طرح اپنی حفاظت کے لئے باڈی گارڈ کا پورا اسکواڈ رکھنا شروع کردیا، ایک بار اس کو کہیں جانا پڑا اور رات کا وقت آگیا، اس کی بے چینی اور بے کلی کے مارے بری حالت تھی۔

ابولہب کے بیٹے نے حفاظت کی خاطر ایک بلند چوٹی پر قیام کیا، اس کے ارد گرد مسلح گارڈ متعین کردیے گئے، اللہ کی شان دیر رات گئے نیند کے غلبہ سے سب لوگ سو گئے، اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کی دعا قبول کرتے ہوئے اپنا کتا ''شیر'' کی شکل میں بھیجا، جہاں گستاخ رسول سویا ہوا تھا، شیر کو اس سے توہین رسالت مآب کی بو آئی اور پھر اس نے گستاخ رسول کے چہرے اور جسم کو ادھیڑ کر رکھ دیا، اس کا چہرہ مسخ ہوگیا اور گستاخ باپ کا گستاخ بیٹا بھی اپنی ماں کی طرح اپنے انجام کو پہنچا۔ (ماہنامہ الرشاد- از: نعیم صدیقی ندوی)

Scanned with CamScanner

پردہ کا حکم کتاب وسنت کی روشنی میں

مفتی سہیل احمد رحمانی قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

عورتوں کے لئے، حجاب و پردہ کے احکام کی پہلی آیت سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ ہے، جو ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے بعد نازل ہوئی اور زینب بنت جحشؓ سے نکاح بروایت حضرت انس ذی قعدہ ۵ھ میں ہوا اور سبھوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حجاب کی پہلی آیت اسی موقع پر نازل ہوئی، جس کے نزول کا خاص پس منظر ہے اور سورہ نور کی آیت پردہ نزول کے اعتبار سے بعد کی ہے، جو آیت نمبر ۳۰، آیت نمبر ۳۱ ہے، اس طرح سورہ احزاب کی آیت پردہ مقدم ہے اور شرعی پردہ کے احکام اسی وقت سے جاری ونافذ ہوگئے اور صحابہ وصحابیات اورام المومنات نے عمل کرنا شروع کردیا۔

اسلام میں عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے جو اسلام کی عظمت وتقدس کا مظہر ہے، قرآن مجید نے پردہ اور نقاب کو شریعت اور عزت واحترام کی علامت قرار دیتے ہوئے تمام فتنوں کا محافظ قرار دیا ہے، پردہ صرف اسلام ہی کا حصہ نہیں ہے بلکہ ماقبل کے انبیاء علیہم السلام کی تہذیب کا بھی ہمیشہ حصہ رہا ہے، جس کی شروعات دینا ہی سے نہیں بلکہ جنت میں ابو البشر حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے ہوئی ہے، قرآن مقدس میں مختلف پیرائے میں حضرت آدم وحوا کے حالات وواقعات کو بیان فرمایا ہے، سورہ اعراف آیت نمبر ۲۰، آیت نمبر ۲۱ میں اسی جنتی لباس کا ذکر کیا گیا ہے، بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ"

وہ دونوں جنت کے لباس میں ملبوس تھے اور جونہی ان کے جسم سے لباس اترا، وہ مارے شرم کے پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو چھپانے لگے، گویا شرمگاہوں کو چھپا کر رکھنا انسان کی فطرت ہے جس پر ابتداء آفرینش سے انسان عمل پیرا ہے۔

وقولہ تعالیٰ (وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ) يدل على فرض ستر العورة لاخباره انه انزل علينا لباسا لنواری سواٰتنا به" (احکام القرآن للجصاص: ۳۰/۳، ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفیٰ ۳۷۰ھ)

"قد اتفقت الائمة على معنى ما دلت عليه الأية من لزوم فرض ستر العورة" (احکام القرآن للجصاص: ۳۰/۳، ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفیٰ ۳۷۰ھ)

وفی الأية دليل على قبح كشف العورة، وان الله اوجب عليهما الستر "قوله تعالىٰ: (يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ) قال كثير من العلماء هذه الاية دليل على وجوب ستر العورة" (الجامع لاحکام القرآن القرطبی: ۱۸۱/۷، ۱۸۲، ۱۸۴)

قرآن مقدس میں سر اور چہرہ کا پردہ

قرآن کریم کی درج ذیل آیات کریمہ میں چہرہ اور سر کے پردہ کا حکم واضح طور پر دیا گیا ہے، چنانچہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹، جس میں جلباب کے استعمال کا حکم دیا گیا ہے جس کی تفصیل آگے بیان کی جارہی ہے:

"يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" (الاحزاب، آیت: ۵۹)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ پر گھونگٹ لٹکالیا کریں، اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو تکلیف نہیں پہونچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔

والجلابيب جمع جلباب وهو على ماروى عن ابن عباس الذى يستر من فوق إلى أسفل...... وقيل هو ثوب أوسع من الخمار دون الرداء...... واختلف فى كيفية هذا التستر فأخرج ابن جرير وابن المنذر وغيرهما، عن محمد بن سيرين قال سألت عبيدة السلمانى عن هذه الآية "يدنين عليهن من جلابيبهن" فرفع ملحقة كانت عليه فتقنع بها وغطى رأسه كله حتى بلغ الحاجبين وغطى وجهه وأخرج عينه اليسرىٰ من شق وجهه الأيسر، وقال السدى تغطى إحدى عينيها وجبهتها والشق الآخر إلا العين وقال ابن عباس وقتادة: تلوى الجلباب فوق الجبين وتشده ثم تعطفه على الأنف وإن ظهرت عيناها لكن تستر الصدر ومعظم الوجه وفى رواية أخرى عن الجبر رواها ابن جرير وابن ابى حاتم وابن مردوية تغطى وجهها من فوق رأسها بالجلباب وتبدى عينا واحدة" (روح المعانی: ۱۲۷/۱۲-۱۲۸، ابو الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسی البغدادی المتوفیٰ ۱۲۷۰ھ، مکتبہ: زکریا بک ڈپو دیوبند) مذکورہ بالا عبارت کا حاصل یہ ہے کہ "جلابیب، جلباب کی جمع ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جلباب ایسی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم چھپ جائے۔

خمار، دوپٹہ، اوڑھنی، جو عام طور پر مستقلاً استعمال کیا جاتا ہے، خمار بكسر الخاء ماتغطى به المرأة رأسها قال الشيخ اسماعيل: ومقداره حالة الموت ثلاثة اذرع بذرائع الكرباس، يرسل على وجهها (رد المحتار على الدر المختار: ۹۶/۷، محمد امين بن عابدين المتوفیٰ ۱۲۵۲ھ، مکتبہ زکریا دیوبند) اور جب گھر سے باہر ضرورۃً جانا ہو تو جلباب کی ضرورت ہوتی ہے، جس کو چادر یا برقع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اللہ نے مسلمانوں عورتوں کو حکم دیا ہے، اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانک کر نکلیں" حضرت ابوعبیدہ سلمانی رحمۃ اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو عملی طور پر آپ نے اپنا سر اور چہرہ چادر سے چھپا کر، فرمایا یہ ہے اس آیت کی تفسیر: "عن محمد بن سيرين قال سألت عبيدة السلمانى عن هذه الآية فرفع ملحفة كانت عليه تقنع بها وغطى رامه كله حتى بلغ الحاجبين وغطى وجهه واخرج يمينه اليسرىٰ من شق وجهه الايسر" (روح المعانی: ۱۲۷/۱۲، سید محمود الآلوسی البغدادی المتوفیٰ ۱۲۷۰ھ مکتبہ زکریا دیوبند)

احیاء العلوم میں ہے: "فاذا خرجت ينبغى ان تغض بصرها عن الرجال، نقول ان وجه الرجل فى حقها عورة كوجه المرأة فى حقه...... والنساء تخرجن (احیاء العلوم، ص: ۶۱-۶۲، الباب الثالث فى آداب المعاشرة الجزء الثانى، الامام ابى حامد الغزالی المتوفیٰ ۵۰۵ھ دار الحديث القاهره)

چہرہ اور سر چھپانے کا حکم ہے خواہ نقاب کے ذریعہ چھپایا جائے یا گھونگھٹ یا کسی اور طریقہ سے، چنانچہ مشہور مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس وحضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم آیت کریمہ کا یہی مفہوم بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس وحضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے باہر نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں، اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

تفسیر ابن جریر طبری میں ہے: قال ابن عباس وابوعبيدة قوله يأيها النبى قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن، أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن فى حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابيب ويبدين عينا واحدة" (جامع البيان فى تفسير القرآن لأبى جعفر محمد بن جرير الطبرى المتوفیٰ ۳۱۰ھ: ۲۲/۳۳)

"يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ الخ" (الاحزاب، آیت: ۵۹) یہ آیت خاص چہروں کو چھپانے کیلئے ہے، "يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" یعنی اپنے اوپر اپنی چادروں کے ایک حصہ کو لٹکالیا کریں، اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں، مقصود چہرہ کو چھپانا ہے، خواہ گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے، یا کسی اور طریقہ سے۔

اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں اس طرح مستور ہوکر باہر نکلیں گی تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ شریف عورتیں ہیں، تاکہ انہیں کوئی نقصان نہ پہونچائے۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

ابوبکر جصاص تحریر فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہئے، تاکہ بدنیت لوگ اس کے حق میں طمع نہ کریں: (يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ) قال ابو بكر فى هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مامورة بستر وجهها عن الاجنبين واظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلايطمع اهل الريب فيهن" (احکام القرآن للجصاص: ۳۷۲/۳)

مفسرین کے اقوال سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے مبارک دور سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں اس آیت کا یہی مفہوم سمجھا گیا ہے، جو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اگر احادیث کی طرف غور کیا جائے تو اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آیت حجاب کے نزول کے بعد سے عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں، اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں اور چہرہ کھول کر نکلنے کا چلن بند ہو چکا تھا۔

شریعت اسلامیہ میں عورت کے لئے چہرہ کو اجنبی لوگوں سے چھپانے کا حکم ہے، اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے عمل کیا جارہا ہے، نقاب اگر لفظاً نہیں تو معناً وحقیقتاً خود قرآن کریم کی تجویز کردہ ہے، جس ذات مقدس پر قرآن نازل ہوا تھا ان کی آنکھوں کے سامنے خواتین اسلام نے اس کو اپنے خارج البیت لباس کا جز بنایا تھا اور اس زمانہ میں بھی اس کا نام نقاب ہی تھا۔

دوسری آیت حجاب

دوسری آیت کریمہ جس سے پردہ کا ثبوت واضح ہوتا ہے سورہ نور کی مندرجہ ذیل آیتیں ہیں:

" قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ () وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" (النور، پ: ۱۸، آیت: ۳۰-۳۱)

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے صاف ستھرا طریقہ ہے، وہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً اللہ کو ان سب کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں۔

کیونکہ جب عورت کسی ضرورت سے باہر نکلنے پر مجبور ہو تو چلنے پھرنے اور لین دین کے وقت چہرے اور ہتھیلیوں کو چھپانا مشکل ہوتا ہے، اسی طرح حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے چہرہ اور ہتھیلی کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، لیکن اس میں سر کا ذکر نہیں ہے۔

"عن سعيد بن جبير فى قوله ولايبدين زينتهن إلاماظهر منها، قال الوجه والكف (جامع البيان فى تفسير القرآن لأبى جعفر محمد بن جرير الطبرى، المتوفیٰ ۳۱۰ھ: ۹۳/۱۸، دار الحديث القاهرة)

اس آیت میں جن چیزوں کا استثنیٰ کیا گیا ہے اس میں سر نہیں ہے، لہٰذا اس آیت سے سر کا ستر ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی طرح اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا: "وليضربن بخمرهن علىٰ جيوبهن " یعنی عورتیں اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈال لیا کریں "خمر" جمع ہے "خمار" کی اور خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو عورت سر پر استعمال کرتی ہے جس سے گلا اور سینہ بھی چھپ جاتا ہے، "جیوب، جیب" کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں گریبان "والخمر جمع خمار، وهو المقنعة التى تلقيها المرأة على رأسهامن الخمر وهو الستر" (روح المعانی للسيد محمد الآلوسى البغدادى المتوفیٰ ۱۲۷۰ھ: ۲۰۸/۱۰، زکریا بکڈپو دیوبند)

مذکورہ آیت میں زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو ختم کرنا مقصود ہے جس میں عورتیں دوپٹہ سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پشت پر چھوڑ دیتی تھیں جس سے گریباں اور گلا وسینہ اور کان کھلے رہتے تھے، اس لیے ان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں، بلکہ اپنے دوپٹے کے دونوں پلے ایک دوسرے پر الٹ لیں تاکہ تمام اعضاء چھپ جائیں۔

"المراد من الآية كماروى ابن أبى حاتم عن ابن جبير أمرهن بستر نحورهن وصدورهن بخمرهن لئلا يرى منها شئى وكان النساء يغطين رؤسهن بالخمر ويسدلنها كعادة الجاهلية من وراء الظهر فيبدونحورهن وبعض صدورهن." (روح المعانی: ۲۰۹/۱۰، مکتبہ زکریا دیوبند)

آیت بالا سے واضح طور پر سر چھپانے کا ثبوت ملتا ہے۔ ☆ تیسری آیت جس سے چہرہ کے پردہ کا ثبوت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے: "وإذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب ذٰلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن" (الأحزاب: ۵۳) اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ تمہارے لیے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔

Scanned with CamScanner

ہر شخص اپنی ذمہ داری نبھائے

مولانا محمد اجمل قاسمی

ہندستان میں اسلام مسلم تاجروں اور زیادہ تر صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ذریعے پھیلا، گرچہ یہاں مسلمانوں کی تعداد کافی ہوگئی اور صدیوں ان کی حکمرانی قائم رہی؛ مگر رہے وہ ہمیشہ اقلیت میں ہی اور اس دور حکمرانی میں بعض مرتبہ ان کے سامنے اپنے وجود و بقا کا مسئلہ ایک چیلنج کی شکل میں سامنے آیا، دور اکبری میں الٰہی کے نام سے ایک سرکاری دین جاری کیا گیا، جو ہندومت اور عیسائیت کا آمیزہ تھا، اس نو ایجاد مذہب کو سرکاری مشینری کے بل بوتے ملک کے عوام پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، دربار اور درباریوں میں یہ نیا دین ضرور نافذ کرلیا گیا؛ مگر عوام نے عموماً اس مذہب کو مسترد کردیا، صوفیاء کرام نے ان کے دلوں میں ایمان کے جو دیپ جلائے تھے وہی ان کے دین کی حفاظت کا سبب بنے۔

جب مسلمانوں کا اقتدار جاتا رہا تو ایک بار پھر اس ملک میں مسلمانوں کی بقا کا مسئلہ ایک ہولناک شکل میں سامنے آیا، اب یہاں اسلام اور مسلمانوں کے بقا کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں رہی کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اسلام سے جوڑنے کی کوشش کی جائے اور ان میں اسلامیت کے شعور کو زندہ اور تیز کیا جائے، مختلف بہی خواہان اسلام نے اس مقصد کے لئے مختلف کوششیں کیں، جن میں دو بہت بنیادی کوششیں مدارس اسلامیہ اور تبلیغی جماعت ہیں، الحمدللہ ان کے ذریعہ نہ صرف اس ملک میں اسلام اور مسلمان باقی رہے، بلکہ دینی شعور اور اسلامی احکام کی بجا آوری میں یہاں کے مسلمان دنیا کے بیشتر مسلم ممالک کے مسلم باشندوں سے بھی فائق نظر آتے ہیں، اس کے علاوہ ان دونوں ذرائع سے اسلام اور علوم اسلامیہ کی عالمی سطح پر جو بے نظیر خدمات انجام دی گئیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔

مذہب کا قوموں کے وجود و بقا اور ان کے تشخص کی حفاظت میں بہت ہی بنیادی کردار ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسا دین ہے جو دین فطرت ہے، سدا زندہ اور پائندہ ہے، اس کی تعلیمات اتنی سچی اتنی واضح اور روشن ہیں کہ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح اجالی ہے، مخالف حالات میں فکر و تشویش تو فطری ہے، مگر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے عظیم وشاندار دین کا حامل حالات اور موج حوادث سے گھبرا کر مایوس ہونے لگے، یہ دین ہی ہماری زندگی کا ضامن ہے، بس شرط یہ ہے کہ ہم اس کی پاسبانی اور حفاظت کی ذمہ داری کا حق ادا کریں، اس کی تعلیمات کو عام کریں، اس کے احکام اپنی زندگی میں لائیں، یہ دین اور دینی شعور جب تک امت میں قائم ہے، امت بھی ہے، ارشاد باری ہے: ”یاایها الذین آمنوا إن تنصروا الله ینصرکم ویثبت أقدامکم“ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہارے قدم جمادے گا“ (اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد کرنا ہے، ایمان والے جب اللہ کے دین کے حامی و مددگار ہوں گے تو اللہ ان کا ناصر و مددگار ہوگا اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کے قدم جمادے گا اور اپنی طاعت پر پختگی اور پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ (روح المعانی)

دین پر ثابت قدمی اور استقامت کی اہمیت یوں تو ہر حال میں ہے؛ مگر جب امت مغلوبیت اور محکومیت کے دور سے گذر رہی ہو اور اس کو اس کے دین و تہذیب سے ہٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں خفیہ اور اعلانیہ جاری ہوں، تو ایسے مخالف اور حوصلہ شکن حالات میں استقامت اور دین پر مضبوطی سے جمنے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے، دین پر استقامت کے بغیر چیلنجز کے دور کو کامیابی سے عبور نہیں جاسکتا، مکہ مکرمہ میں جب اسلام سخت آزمائشی دور سے گذر رہا تھا اور اہل اسلام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ظلم و بربریت کے ہر حربے آزمائے جارہے تھے، اس وقت ہدایت کے ان عظیم علمبرداروں کو جن کی تعداد مٹھی بھر بھی نہیں تھی، مختلف انداز میں بار بار دین پر ثابت قدمی کے درس دئے جاتے تھے، ایک موقع پر اللہ تعالی نے ایمان والوں سے کہا کہ اللہ نے تمہیں وہی دین دیا ہے جو نوح کو پھر ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام کو دیا گیا تھا اور انہیں اس دین کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس تمہید کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا: ”لہذا (اے پیغمبر یہ دین جس کی ان انبیاء نے دعوت دی) تم بھی اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے (اس دین پر) جمے رہو اور ان (مشرک) لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو اور کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے اتاری ہے۔“

خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے؛ مگر سنانا درحقیقت ایمان والوں کو ہے، حکم میں زور پیدا کرنے کے لئے رسول اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے اور مزید زور پیدا کرنے کے لئے تمہید میں ان انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو مخالفت، دشمنی اور سازشوں کے بیچ دین کی دعوت دینے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے میں انبیاء کی صف میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں، اس انداز بیان سے ایمان والوں کو مخالف ماحول میں دین پر جمنے کی اہمیت بھی معلوم ہوگی اور ہمت وحوصلہ بھی ملے گا۔

دوسری جگہ دور مکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو دین پر جمنے اور مشرکین کے طریقوں سے پرہیز کرنے کا حکم پوری قوت سے دیا گیا، ارشاد ہے: ”لہذا (اے پیغمبر!) جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس کے مطابق تم بھی سیدھے راستے پر ثابت قدم رہو اور وہ لوگ بھی جو توبہ کرکے تمہارے ساتھ ہیں اور حد سے آگے نہ نکلو، یقین رکھو کہ جو عمل بھی تم کرتے ہو وہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے۔ اے (اے مسلمانو!) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آپکڑے اور تمہیں اللہ کو چھوڑ کر کسی قسم کے دوست میسر نہ آئیں، پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کرے۔“ مکی دور میں ہی توحید اور اس کے تقاضوں پر مضبوطی سے قائم رہنے پر ایمان والوں کو زبردست بشارتیں سنائی گئیں اور ان سے بڑے بڑے وعدے کئے گئے، چنانچہ فرمایا گیا: ”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اس جنت سے خوش ہوجاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تم منگوانا چاہو، یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے، جس کی بخشش بھی بہت ہے اور رحمت بھی کامل ہے۔“ جامع ترمذی میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر مضبوطی سے جمنے والا ایسا ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھ سے پکڑنے والا۔“

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جو کہتے ہیں کہ: ”اس حدیث میں آگاہی بھی ہے اور رہنمائی بھی: آگاہی تو یہ ہے کہ آخر زمان میں شر و فتنے کے اسباب بہت بڑھ جائیں گے اور دین کو مضبوطی سے تھامنے والے بہت تھوڑے رہ جائیں گے اور اس تھوڑی سی تعداد کو بھی دشمنوں اور ظالموں کے جبر و تشدد، نیز شکوک وشبہات اور شہوتوں کے فتنوں کی بہتات کی وجہ سے دین پر چلنے میں سخت حالات اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یہ تو ہوئی آگاہی، جہاں تک رہنمائی کا تعلق ہے تو اس حدیث میں امت کو پیغام دیا گیا کہ اس قسم کے سخت حالات پیش آکر رہیں گے، لہذا انہیں اس کے لئے ذہن بنانا چاہئے اور دین کی پیروی کی راہ میں جو بھی پریشانی آئے ہمت اور استقامت کے ساتھ اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے، جن لوگوں کو یہ حالات پیش آئیں وہ اگر مضبوطی اور پامردی سے دین پر ڈٹے رہیں گے، تو ان کا مقام و مرتبہ اللہ کے نزدیک نہایت بلند ہوگا۔“ (بہجۃ قلوب الابرار، حدیث:۹۹)

آج امت سخت حالات و مسائل سے دوچار ہے، ہر روز فتنوں اور آزمائشوں کی نئی یلغار ہے، لوگ ایک سے سنبھل نہیں پاتے کہ کوئی نیا سانحہ یا المیہ دستک دے رہا ہوتا ہے، جو خوف و دہشت اور مایوسی و ناامیدی کی کیفیت میں مزید اضافہ کر جاتا ہے، یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ مسلمان ایسے حالات کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے، اس کی توقعات کچھ اور ہیں اور حالات اس کے بالکل برعکس اسے کچھ اور دکھاتے ہیں؛ حالاں کہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جنہیں پیش آنا ہی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، آپ کی خبر غلط نہیں ہوسکتی، لہذا ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہوگی، ہمیں یہ تسلیم کرکے زندگی جینی ہوگی کہ ناگواریاں اور ناخوشگواریاں پیش آنی ہی ہیں، اور یہ طے کرنا ہوگا کہ زمانہ ہمارے سامنے کیسے ہی حالات کیوں نہ لائے، موج حوادث ہماری راہوں میں کیسا ہی طوفان کیوں نہ برپا کرے ہمیں تو اللہ کے دین کو سینے سے لگائے رکھنا ہے اور ہر حال میں اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔

سوچ وفکر کے بدلنے سے ہمارے عزائم بدلیں گے، ہمارے اندر صبر، استقامت اور قربانی کے جذبات پیدا ہوں گے، بزدلی اور پست ہمتی، بہادری اور اولوالعزمی میں تبدیل ہوگی، اور ہماری راہ ہزار رکاوٹوں کے باوجود بھی آسان ہوتی چلی جائے گی، اور اسی ایمانی عزم وہمت کے ذریعے ان شاء اللہ ہم آزمائشی دور کو سر کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ ہمارا دین بھی سلامت رہے گا اور ہم بھی بحیثیت ایک امت باقی رہیں گے۔ دل کے عزم وارادہ کے ساتھ اللہ سے دین پر استقامت اور ثابت قدمی کی دعا بھی کرنی ہے، انسان ضعیف ہے، اس کے عزم ارادے بھی کمزور ہیں، پھر سب کچھ کر نے دھرنے اور کامیابی سے ہم کنار کرنے والی ذات اللہ کی ہے، اس کی توفیق وتائید کے بغیر ہماری ہر کوشش وسعی لاحاصل ہے، قرآن پاک میں اللہ نے اپنے اولوالعزم بندوں کی دعائیں نقل کرکے ہمیں دعا کی تعلیم دی ہے ارشاد ہے: ”جن لوگوں کا ایمان تھا کہ وہ اللہ سے جاملنے والے ہیں، انھوں نے کہا کہ نہ جانے کتنی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں، اور اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور جب یہ (ایمان والے تھوڑے سے) لوگ (دشمن کے نامور زور آور سپہ سالار) جالوت اور اس کے لشکروں کے آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! صبر واستقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فرد ے“ یہ چند آیتیں پیش کی گئی ہیں، قرآن پاک میں ایسی آیتوں کی تعداد خاصی ہے جس میں مسلمانوں کو مشکل اور مخالف حالات میں دین کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید مختلف انداز میں آئی ہے۔

گذشتہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوئی کہ بحیثیت امت اپنی بقا کے لیے اپنے دین اور دینداری کی حفاظت انتہائی اہم ہے، لہذا ہر ملی شعور اور دینی درد رکھنے والے کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیت وحیثیت کے اعتبار سے اپنے دائرہ اثر میں دین و دینداری کو عام کرنے کی کوشش کرے، اس فریضہ کو انجام دینے کے لیے پرانے وسائل کو بھی متحرک وفعال بنانا ہوگا، اور زمانہ نے ہمیں جو جدید وسائل دئے ہیں ان کو بھی مثبت انداز میں بروئے کار لانا ہوگا، جس کا جو میدان ہے وہ اس میں کام کرے۔

ہماری بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم نے سارے ملی کاموں کی ذمہ داری چند شخصیات کو سونپ رکھی ہے، اور ساری توقعات انہیں سے قائم کرکے خود ایک طرف بیٹھ گئے ہیں، ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے ہم انہیں کی طرف دیکھتے ہیں، مشورے دیتے ہیں، توقعات پوری نہ ہونے پر لعن طعن کرتے ہیں، اور خود کسی سطح پر اپنی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے، بلاشبہ تنظیموں، بااثر اداروں اور شخصیات کی ذمہ داری عام لوگوں سے بہت زیادہ ہے، مگر کام بہت ہے، تنہا تنظیمیں اور بااثر ادارے انجام نہیں دے سکتے، ان کے وسائل بھی محدود ہیں، ضروری ہے کہ ہم میں ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرکے اپنا کردار ادا کرے، عام مسلمانوں میں دینداری پیدا کرنے کے لیے مسجد ایک بہت اہم پلیٹ فارم ہے، تیاری کے ساتھ جمعہ میں تقریریں کی جائیں، حالات اور ضرورت کے اعتبار سے صحیح دینی رہنمائی لوگوں کو پیش کی جائے، درس قرآن اور درس حدیث کے حلقے قائم کیے جائیں، رمضان میں مسائل کا حلقہ قائم کریں، گاؤں اور محلہ کے جو بچے عصری اداروں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں چھٹیوں میں ان کے لیے خصوصی اسلامک کورس کا اہتمام کریں، یہ کام تقریبا ہر عالم دین اپنے ساتھیوں کے تعاون سے انجام دے سکتا ہے۔ ہماری ایک بہت بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی ملکی پیمانے پر کوئی انقلاب لانا چاہتا ہے؛ حالاں کہ ایسا اس کے بس میں نہیں، اور اپنے محلہ اور بستی میں انقلاب لاسکتا ہے، مگر اس طرف توجہ نہیں، ہمیں حقیقت پسند بننا ہوگا اور اپنے اس غلط رویے کو سدھارنا ہوگا۔ ہم عاجز وناتواں بندے اللہ سے عافیت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں، ہر حال میں دین پر استقامت اور اسلام پر جینے اور مرنے کی توفیق کے طالب ہیں، اللہ امت کے حال پر رحم فرمائے، اور اپنی مرضیات پر چلنا آسان کرے! آمین!

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

امریکہ نے روس کے وی ٹی بی بینک کے دس ارکان پر پابندیاں لگادیں

امریکہ نے روس کے وی ٹی بی بینک کے انتظامی بورڈ کے دس ارکان کے خلاف پابندیاں عائد کردی ہیں۔ امریکی محکمہ خزانہ نے جمعہ کوایک پریس ریلیز میں یہ اطلاع دی۔ محکمہ خزانہ نے کہا کہ آج دفتر برائے غیرملکی اثاثہ جات کنٹرول (او ایف اے سی) نے وی ٹی بی بینک کے انتظامی بورڈ میں شامل دس افراد پر پابندی عائد کردی ہے۔ ان میں اولگا کونسٹنٹینو نا ڈرگونووا، واڈیم ویلیر یووچ کولِک، والیری واسیلیوِچ لوکیانینکو، اناتولی یوریوِچ پیچٹیکوف، نتالیہ جرمنینو نا ڈروکس میکسم دیمتریچ کونڈراٹینکو، ایرکن رختوویچ نوروو شوتو سلاؤ ایگونوویچ اوسٹرووسکی، دیمتری واسیلیو وچ پیانوو، یوری نکولائیوویچ اینڈروسوف شامل ہیں۔ (یو این آئی)

روس-یوکرین جنگ: ہلاک شہریوں کی تعداد 564 ہوگئی: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ یوکرین میں روسی فوج کی کارروائیوں کے دوران مارے گئے شہریوں کی تعداد 564 ہوگئی ہے۔ غیرملکی خبررساں ایجنسی کے مطابق اقوام متحدہ نے کہا کہ ہلاک افراد میں بچے اورخواتین بھی شامل ہیں جبکہ ہلاکتوں کی اصل تعداداس سے بھی کہیں زیادہ ہوسکتی ہے۔ دریں اثنا امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے خبردار کیا ہے کہ اگر روس کے کسی اقدام سے ناٹو کوخطرہ لاحق ہوا تو امریکہ ردعمل دے گا، خواہ اس سے عالمی جنگ ہی کیوں نہ شروع ہو جائے۔ یوروپی یونین نے بھی ماسکو پر پابندیوں کا دائرہ مزید بڑھانے کا اعلان کردیا ہے۔ دوسری جانب یوٹیوب نے بھی روس کے سرکاری میڈیا چینلز کو فوری طور پر بلاک کردیئے اور روس نے اپنے اتحادی بیلاروس کو جدید ترین اسلحہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ (یو این آئی)

یورپ کوروس مخالف پابندیوں کے نتائج بھگتنا پڑیں گے: روسی وزیر

روس کے نائب وزیر خارجہ الیگزینڈر رشنکن نے کہا ہے کہ یوکرین میں فوجی کارروائی کے سلسلے میں روس پر عائد پابندیوں کے نتائج یورپ کو بھگتنا پڑیں گے۔ اخبار ازویستیا کو دیے گئے اپنے انٹرویو میں انھوں نے کہا کہ آپ ہم پر عائد کی گئی عائد پابندیوں کے اثرات ابھی سے دیکھ سکتے ہیں، مغربی یورپ پر بھی مرتب ہونے والے ہیں، وہ ہم پر منحصر ہیں۔ (یو این آئی)

شمالی کوریا نے آئی سی بی ایم میزائل کا تجربہ کیا، امریکہ نے کی مذمت

شمالی کوریا نے حال ہی میں ایک نئے بین البراعظمی بیلسٹک میزائل (آئی سی بی ایم) کے دو کامیاب تجربے کیے ہیں۔ امریکہ نے نہ صرف اس کی مذمت کی ہے بلکہ بار بار شمالی کوریا کی جانب سے کئے جارہے میزائلوں کے تجربے پر بھی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ امریکی انتظامیہ کے ایک سینئر افسر نے کہا کہ بہت غور وفکر کے بعد امریکی حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ شمالی کوریا نے رواں سال 26 فروری اور 4 مارچ کو دو بیلسٹک میزائلوں کا تجربہ کیا تھا، جس میں ایک نسبتاً نیا بین البراعظمی بیلسٹک میزائل بھی شامل ہے۔ (یو این آئی)

فلسطینیوں سے شادی: اسرائیلی شہریت کا متنازعہ قانون دوبارہ متعارف

اسرائیلی پارلیمان نے ایک ایسا عارضی لیکن متنازعہ قانون بحال کردیا ہے، جس کا مقصد ملکی شہریوں سے شادی کرنے والے غزہ پٹی اور ویسٹ بینک کے فلسطینیوں کو اسرائیلی شہریت کے حصول یا وہاں رہائش کے حقوق حاصل کرنے سے روکنا ہے۔ یہ قانون پہلی مرتبہ 2003ء میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس قانون میں گزشتہ برسوں کے دوران بار بار توسیع کی جاتی رہی تھی۔ ''شہریت اور اسرائیل میں داخلے کا قانون'' کے تحت اسرائیلی شہریوں سے شادی کرنے والے غزہ پٹی اور دریائے اردن کے مغربی کنارے کے فلسطینی علاقوں کے مرد اور خواتین نہ تو اسرائیلی شہریت حاصل کرسکتے ہیں اور نہ ہی انہیں اسرائیل میں رہائش کے حقوق دیے جاسکتے ہیں۔ یہ قانون پہلی مرتبہ اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی احتجاجی تحریک انتفادہ کے دور میں منظور کیا گیا تھا۔ اسرائیل کا موقف ہے کہ اسے اس قانون کی اپنی سلامتی کے لیے ضرورت ہے۔ اس کے برعکس ناقدین کا الزام ہے کہ اس قانون کا نفاذ اسرائیل کا ایک ''نسل پرستانہ'' اقدام ہے، جس کا مقصد ملک میں یہودی اکثریت کے تسلسل کو یقینی بنانا ہے۔ اس قانون کا اطلاق صرف فلسطینیوں پر ہوتا ہے اور مغربی کنارے کے مقبوضہ فلسطینی علاقے میں رہنے والے یہودی آبادکاروں پر نہیں کیونکہ ان کے پاس ویسٹ بینک میں رہتے ہوئے بھی اسرائیلی شہریت ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ اسرائیل کی کٹر قوم پسند خاتون وزیر داخلہ آیلت شاکد کا تعلق انتہائی دائیں بازو کی ''جیوئش ہوم'' پارٹی سے ہے۔ کنیسیٹ کہلانے والی پارلیمان نے گزشتہ برس موسم گرما میں بھی اس قانون کو بحال کرنے کی کوشش کی تھی، تاہم تب اسے مخلوط حکومت میں شامل بائیں بازو کے اور عرب ارکان پارلیمان کی حمایت حاصل نہ ہوسکی تھی۔ حالانکہ حکومت میں شامل عرب جماعت نے اب بھی حمایت نہیں کی ہے۔ بائیں بازو کی جماعت میریٹس اور اسرائیلی عربوں کی جماعت متحدہ عرب لسٹ نے بھی اس قانون کی حمایت نہیں کی ہے۔ اسرائیل کی کٹر قوم پسند خاتون وزیر داخلہ گزشتہ کئی مہینوں کے دوران اس متنازعہ قانون کی بحالی کی مہم چلاتی رہی تھیں۔ وہ اس قانون کی بحالی سے قبل یہ کوششیں بھی کرتی رہی تھیں کہ مختلف اقدامات کے ذریعے اسرائیلی شہریوں کی غزہ اور مغربی کنارے کے فلسطینیوں سے شادیوں کے بعد ان کے خاندانی ملاپ کا راستہ روکا جائے۔ وزیر داخلہ آیلت شاکد اور کئی دیگر اسرائیلی حکام یہ اعتراف بھی کرچکے ہیں کہ دیگر امور کے علاوہ اس قانون کا ایک مقصد اس بات کو یقینی بنانا بھی ہے کہ اسرائیل کی آبادی میں یہودی آئندہ بھی اکثریت ہی میں رہیں۔ اس قانون کی بحالی کے بعد اسرائیلی پارلیمان کے ایک عرب رکن ایمن عودہ نے اپنے ایک پیغام میں اسے ''نسلی امتیاز والی ریاست'' کی فتح قرار دیا۔ (بحوالہ دی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

عصری اور دینی علوم کو متوازن بنائے رکھنے کی ضرورت: حضرت امیر شریعت

جس قوم کو اللہ رب العالمین نے سب سے پہلی ہدایت تعلیم حاصل کرنے کی دی، آج وہی قوم تعلیم سے کوسوں دور چلی گئی ہے، جبکہ تعلیم کے بغیر ہم زندگی کے کسی شعبہ میں ترقی نہیں کرسکتے ہیں، آج ہماری تنزلی کا واحد سبب تعلیم سے دوری بنائے رکھنا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم کے اندر پہلی وحی نازل کرکے یہ بتادیا ہے کہ تم اگر اپنی زندگی کا آغاز تعلیم سے نہیں کرتے ہو تو تم نہ اپنے خالق حقیقی کو پہچان سکتے ہو اور نہ خود اپنے ذات کی معرفت حاصل کرسکتے ہو۔ تعلیم حاصل کرتے وقت مسلمانوں کو خاص طور سے تعلیم کی اہمیت افادیت اور مقصد کو اپنے سامنے مستحضر رکھنا چاہئے۔ اور ادارے میں دینی اور عصری تعلیم کو متوازن بنائے رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ باتیں مورخہ ۸؍مارچ ۲۰۲۲ء امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے شہر کٹیہار کے گاندھی نگر رام پاڑہ محلہ میں واقع دار القضاء امارت شرعیہ کے دفتر کی بالائی منزل پر امارت پبلک اسکول کے افتتاحی پروگرام میں کہیں۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کا مقصد سماج کے اندر تعلیم کو فروغ دینا اور آپسی اتحاد و اتفاق قائم کرنا ہے اور جب تک ہم لوگ آپس میں متحد ہوکر سماج کے اندر تعلیم کو عام کرنے کی جدوجہد جاری نہیں رکھیں گے تب تک ہماری آنے والی نسل تباہی سے نہیں بچ سکتی۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ نے تعلیمی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ ہر سال دس دار القضاء کے قیام کا ہدف بھی متعین کیا ہے، جس کو عملی شکل دینے کی کوششیں جاری ہیں۔ انہوں نے ہر سال بنیادی دینی تعلیم کے ایک سو مکاتب کے قیام کے منصوبہ کا بھی اعلان کیا۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ نہ صرف تین ریاستوں کے مسلمانوں بلکہ پورے ملک کے مسلمانوں کا ایک قدیم اور مضبوط ترین ادارہ ہے، جس کا ماضی روشن، حال تابناک اور مستقبل روشن پر امید ہے، یہ ادارہ سو سالوں سے لگاتار ملک وملت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس وقت امارت شرعیہ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کی مسلسل تحریک چلارہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان دینی، تعلیمی بیداری کی مسلسل تحریک چلارہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان دینی تعلیم کے ساتھ سائنس، ٹکنالوجی اور دیگر جدید علوم وفنون کے میدان میں آگے آئیں اور دینی تعلیم کے مکاتب، اسکول، کالج ٹکنیکل کی تعلیم کے ادارے اور ہاسٹل کے قیام کی طرف بھی توجہ دیں، اور سخت مقابلہ جاتی امتحانات میں کامیاب ہوں اور قوم وملت کی سچی خدمت انجام دیں۔ حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر لگاتار مکاتب دینیہ قائم ہورہے ہیں، اسکولی تعلیم کے ادارے کھولے جارہے ہیں، مختلف مقامات پر دار القضاء قائم کیے جارہے ہیں، آج کٹیہار میں امارت پبلک اسکول کا قیام آپ کے اسی تعلیمی منصوبہ کی تکمیل کی جانب بڑھتا ہوا پہلا قدم ہے، انہوں نے عوام وخواص سے اپیل کی کہ نئی نسل کو معیاری تعلیم فراہم کرنے، ان کی فکری آبیاری، اخلاقی تربیت اور ان کے بہتر مستقبل کی تعمیر کے لیے امارت شرعیہ کی اس تعلیمی تحریک کا حصہ بنیں۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ جہاں جہاں دار القضاء کا قیام ہوا ہے وہاں مکتب، اسکول اور دار الشفاء کا قیام بہت جلد کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جس نے امیر کی اطاعت ایمانی جذبے کے ساتھ قبول کیا، گویا اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی۔ انہوں نے قرآن کریم کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کا حق ادا کردیا۔ انہوں نے کہا کہ اطاعت کا حق وقت، جان و مال کی قربانی سے ہوتا ہے۔ الحراء ریسرچ سنٹر کٹیہار کے سرپرست محمد منہاج الدین صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا مسلم دنیا کا رہائشی نظام مغربی اصول پر قائم ہے جو مسلم دنیا کے زوال کا بڑا سبب ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی تہذیب وثقافت اور افکار کو پوری دنیا میں پھیلانے کی محنت کریں۔ اس پروگرام کی صدارت قاضی شریعت دار القضاء کٹیہار کر رہے تھے، انہوں نے اپنے خطاب میں اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کی اہمیت وضرورت کو بتایا اور امید ظاہر کی یہ امارت پبلک اسکول سے کٹیہار شہر کے بچوں اور بچیوں کو اسلامی ماحول میں معیاری تعلیم وتربیت فراہم کی جائے گی۔ نظامت کے فرائض مولانا مفتی عبدالحق صاحب نائب قاضی شریعت دار القضاء کٹیہار نے انجام دیے۔ پروگرام کا آغاز قاری مقصود کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جب کہ نعتیہ کلام مولانا منظر قاسمی نے پیش کیا۔ پروگرام میں شرکت کرنے والوں میں معاون ناظم امارت شرعیہ مولانا ابوالکلام شمسی، سماجی کارکن عثمان غنی، ڈپٹی میر منظور خان، وارڈ کمشنر ابرار عالم، مولانا حافظ احتشام عالم رحمانی، محمد آصف عالم، حاجی محمد محبوب عالم سابق وارڈ کمشنر، الحاج عبدالعزیز، محمد مبارک حسین، ثاقب کلیم، محمد جرجیس، مولانا محمد انور، مولانا شبیر قاسمی، محمد منہاج الدین، محمد اسلام الدین وغیرہ شریک رہے۔

انٹرپرینورس اور اسٹارٹ اپ کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ای-سیل کا قیام

سینٹر فار انوویشن اینڈ انٹرپرینورشپ (سی آئی ای) جامعہ ملیہ اسلامیہ نے انٹرپرینورشپ ایکو سسٹم کی باریکیوں کی تفہیم اور مستقبل میں انٹرپرینیور بننے کے خواہاں طلبہ کے لیے انٹرپرینورشپ سیل (ای-سیل) قائم کیا ہے۔ ای سیل (E-Cell) جامعہ ملیہ اسلامیہ کا دفتری ٹوئیٹر ہینڈل ہے جو لنکڈ ان اور انسٹاگرام پر دستیاب ہے اور سرچ انجن میں ecelljmi@ ٹائپ کرنے پر وہاں رسائی مل سکتی ہے۔ اس سیل کو طلبہ چلا رہے ہیں۔ جس کا مقصد انٹرپریزشپ اور اسٹارٹ اپ کے میدان کے ممتاز و نمایاں ماہرین اور تجربہ کار لوگوں سے مختلف اجلاس، ورکشاپ اور خصوصی لیکچر منعقد کرانا ہے۔ سیل کا مقصد یونیورسٹی کے طلبہ اور المنائی کو ہر ممکن مدد فراہم کرنا ہے تاکہ ایک باقاعدہ اسٹارٹ اپ پروگرام چلانے سے متعلق انھیں مدد مہیا کی جاسکے۔ اس سیل کا یہ بھی کام ہے کہ وہ سرمایہ کاروں کا ایک پول تیار کرے اور سی آئی ای جامعہ ملیہ اسلامیہ کی مدد سے طلبہ کو وسائل متعین کرانے میں مدد دینے کے لیے صنعتوں کے ماہرین اور مینٹرس سے بھی رابطہ کیا جائے۔ ای سیل کے تحت مندرجہ ذیل کلب بھی قائم کیے گئے ہیں: (۱) پروگرام کلب، (۲) روبوٹکس کلب، (۳) انیمیشن اینڈ ویب ڈولپمنٹ کلب (۴) بایوٹیک کلب، (۵) انٹرپرینورشپ کل (۶) فینانس کلب اور (۷) ریسرچ کلب (بحوالہ نیوز-۱۸، اردو)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت امیر شریعت کا بھاگلپور میں والہانہ استقبال

متعدد مدارس میں تکمیل قرآن اور ختم بخاری شریف کے اجلاس میں شرکت

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر بھاگلپور کے یک روزہ دورے پر تھے۔اس دوران حضرت نے وہاں کے دو مدارس، مدرسہ اصلاح المسلمین اور مدرسہ رشید العلوم چمپانگر بھاگلپور میں تکمیل قرآن وختم بخاری شریف کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ بھاگلپور پہنچنے پر بڑی تعداد میں مقامی باشندوں نے حضرت دامت برکاتہم کا استقبال کیا اوران کے استقبال میں دیر تک نعرہ کی صدا بلند کرتے رہے۔

سب سے پہلے حضرت مدظلہ مدرسہ رشید العلوم پہونچے، جہاں انہوں نے 16 حفاظ کی تکمیل قرآن کرائی اوران کے روشن وتابناک مستقبل کی دعائیں کی۔حضرت نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کلام کا موازنہ کر کے زمانے کے بڑے بڑے شعرا اور ادبا نے ادبی تحریر تیار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ دیگر مذہب کے لوگ بھی قرآن کریم کو ایک اعلی ادبی دستاویزی کتاب سمجھ کر پڑھتے رہے ہیں۔اللہ نے آپ کو اپنا کلام سینے میں محفوظ کرنے کا شرف بخشا اس لیے آپ پوری صداقت اورایمانداری کے ساتھ زندگی گزاریں اور سچائی کا عملی نمونہ پیش کریں۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد نفیس نعمانی اور ناظم تعلیمات مولانا امتیاز رحمانی قاسمی نے حضرت دامت برکاتہم کی آمد کا شکریہ ادا کیا،اس کے بعد حضرت امیر شریعت مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر پہنچے۔جہاں حضرت سے مصافحہ کرنے والوں کا جم غفیر موجود تھا۔اس موقعہ پر حضرت مدظلہ نے ”قرآن کی فضیلت واہمیت سائنس کی روشنی میں“ کے عنوان پر انتہائی معلوماتی اورعلمی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کے بارے میں جدید سائنس کا اعتراف ہے کہ 2015 میں قرآن کے دو اوراق لندن کی برمنگھم یونیورسٹی کے کتب خانہ میں ملے۔آج کے سائنسی دور میں ایک ایسا آلہ موجود ہے جس سے اوراق کی قدامت کی مدت کا پتہ لگایا جاسکتا ہے، تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ یہ دونوں اوراق اس وقت کی تحریر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات سے تھے۔ان میں موجود سآیات اور آج کے موجودہ مصحف عثمانی میں نقطہ برابر بھی کوئی فرق موجود نہیں ہے۔یہاں بھی حضرت نے 24 حفاظ کے سروں پر دستار باندھی، دستار بندی سے قبل حضرت امیر شریعت کی شان میں مدرسہ کے استاذ جناب مولانا قاری عبدالرحمن اسد صاحب نے مسحور کن انداز میں قصیدہ پڑھا اور مجمع میں سماباندھ دیا،قصیدہ خوانی کے بعد مدرسہ کے کارگزار مہتمم مفتی عبیدالرحمن صاحب قاسمی نے استقبالیہ خطاب فرمایا جس میں انہوں نے اپنے مدرسہ کی عمدہ کارکردگی پیش کی اور حضرت مدظلہ کا بھی جامع تعارف کرایا۔ان کے بعد جامعہ رحمانی کے شعبہ صحافت کے ایچ اوڈی جناب فضل رحمن رحمانی صاحب نے قرآن کی فضیلت اور حافظ قرآن کی اہمیت وعظمت پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔

۲۰؍تا ۲۷؍مارچ وفد امارت شرعیہ کا دورہ ضلع مغربی چمپارن میں

حضرت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ کی قیادت میں ۲۰؍تا ۲۷؍مارچ ۲۰۲۲ء ضلع مغربی چمپارن کے مختلف مواضعات کا دعوتی واصلاحی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا اشتیاق حیدر قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء بسوریا دیوراج، مغربی چمپارن، جناب مولانا محمد ظہیرالحسن شمسی رحمانی صاحب وجناب مولانا سعوداللہ رحمانی صاحب مبلغین امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے علاوہ بلاک ذمہ داران بھی شریک رہیں گے، اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اوراس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اوراخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اوراس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	دن	پروگرام دن	پروگرام بعد نماز مغرب
۱	۲۰؍مارچ ۲۰۲۲ء	اتوار	چھردوالی۔ظہر تاعصر	مدرسہ اسلامیہ سراج العلوم پیسکھوا
۲	۲۱؍مارچ ۲۰۲۲ء	سوموار	بہرا۔۱۰؍بجے دن تا ظہر	لال پرسا
۳	۲۲؍مارچ ۲۰۲۲ء	منگل	جامعہ سبیل الرشاد بھوانی پور بعد نماز جمعہ	مدرسہ اسلامیہ بسٹھا
۴	۲۳؍مارچ ۲۰۲۲ء	بدھ	مجھریا۔۱۰؍بجے دن تا ظہر	پوریئیہ
۵	۲۴؍مارچ ۲۰۲۲ء	جمعرات	اندروا (بسنت پور) ۱۰؍بجے دن تا ظہر	ستوریا
٦	۲۵؍مارچ ۲۰۲۲ء	جمعہ	مدرسہ اسلامیہ سراج العلوم موضع مادھوپور۔۱۰؍بجے دن تا ظہر	مادھوپور بیریا
۷	۲٦؍مارچ ۲۰۲۲ء	سنیچر	ہوداڈمرا۔۱۰؍بجے دن تا ظہر	مدرسہ منبع العلوم عیدگاہ مسجد ڈنگرول
۸	۲۷؍مارچ ۲۰۲۲ء	اتوار	مہنول کلاں۔۱۰؍بجے دن تا ظہر	جامعہ خادم الاسلام مہودا، نرکٹیا گنج

شرعی دارالقضاء سے اپنے تنازعات کا حل کرانا ہر مسلمان پر فرض ہے: حضرت امیر شریعت

بانکا میں دار القضاء کا افتتاح، مولانا محمد یونس قاسمی قاضی شریعت مقرر

ہم سب لوگوں نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالی سے یہ عہد کیا ہے کہ اے اللہ تعالی ہم آپ کو مانتے ہیں اور آپ کے سبھی احکام کو مانتے ہیں۔ جب اللہ کو مانتے ہیں تو اللہ تعالی نے ہماری ہدایت کے لیے اپنی کتاب بھیج دی ہے۔اوراس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کسی بھی معاملہ میں کوئی تنازع ہو جائے تو اس کے حل کے لیے تم اس کی طرف رجوع کرو، جس کے پاس کتاب وسنت کا علم ہو۔اوروہ کتاب وسنت کی روشنی میں جو حل بتائے اس پر اطمینان کے ساتھ عمل کرو۔اب ہمیں خواہ گھریلو معاملات ہوں، یا معاہدات کے قبیل سے کوئی لین دین کا معاملہ ہو تو اسے حل کرنے کے لیے اس شخص کے پاس جانا چاہئے، اس شخص کو اپنا حکم بنانا چاہئے جو اس کتاب وسنت کا علم رکھتا ہو۔ جسے فقہ میں بھی مہارت ہو، قضاء شرعی کے احکام پر بھی عبور حاصل ہو، پھر وہ کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے مطابق جو حل بتائے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا بانکا میں مورخہ 7 مارچ 2022 روز سوموار کو صبح نو بجے سے دارالقضاء کے افتتاح کے موقع پر منعقد اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔آپ نے امارت شرعیہ کے دار القضاء کی اہمیت وضرورت کو بتاتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ جو دار القضاء قائم کرتی ہے، تو اس دار القضاء میں ایسے ہی ماہرین کو رکھا جاتا ہے، جو کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تنازعات کے حل کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اوراس راستے کی راہنمائی کرتے ہیں جس کو اللہ اوراس کے رسول نے ہمارے لیے منتخب کیا ہے۔ یہ ہمارے سامنے جو دار القضاء قائم ہوا، اس دار القضاء میں بھی اسی معیار کے قاضی کو بحال کیا جارہا ہے، ان کو ہم لوگوں نے آپ حضرات کے درمیان فیصلے کے لیے مقرر کیا ہے، ان سے آپ حضرات اپنے معاملات کا فیصلہ کرائیں، اور آپ خود اس کا فائدہ محسوس کریں گے، دوسری جگہوں پر تنازعات کے حل کے لیے جانے سے کیا نقصانات ہیں وہ آپ جانتے ہیں، لیکن دار القضاء میں آنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے، اسے واقعی محسوس کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے معاملات کو یہاں لاکر حل کرائیں۔ مولانا مفتی محمد یونس قاسمی صاحب کو قاضی شریعت مقرر کیا گیا اور حضرت امیر شریعت نے اپنے ہاتھوں سے انہیں پورے مجمع کے سامنے سند قضا عنایت کیا۔اس کے بعد حضرت امیر شریعت نے پورے مجمع سے جو ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع تھا اور حضرت امیر شریعت سے مصافحہ کا خواہش مند تھا، آپ نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کافی دیر تک یہ مصافحہ کا سلسلہ چلتا رہا۔حضرت امیر شریعت نے ان تمام لوگوں کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے دل وجان سے محنت کی تھی، ان حضرات میں جناب ماسٹر نسیم احمد صاحب صدر صدر مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا بانکا، جناب ماسٹر صدیق اکبر صاحب سکریٹری مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا، مولانا عقیل الرحمان صاحب استاد حدیث جامعہ جلالیہ آسام وسرپرست مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا، مولانا محمد یاسین رحمانی مظاہری صدر المدرسین مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

اس موقع سے قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے دار القضاء کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے پورے نظام میں دار القضاء کی اہمیت ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ خاندانی اور گھریلو اختلافات و نزاعات کو حل کرنے میں دار القضاء کا اہم کردار ہے۔ جہاں سے ہزاروں خاندان کے جھگڑے معمولی خرچ اور کم وقت میں ہر سال حل کیے جاتے ہیں۔ایک سو سال سے یہ اہم خدمت ملک وملت کے لیے امارت شرعیہ کرتی آرہی ہے۔انہوں نے کہا کہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی سرپرستی اور نگرانی میں امارت شرعیہ نظام قضاء کو مزید وسعت دینے اور دار القضاء کے نظام کو چاروں ریاستوں کے ہر ضلع میں قائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔حضرت امیر شریعت نے ہر سال دس نئے دار القضاء کے قیام کا ہدف طے کیا ہے۔اسی ضمن میں مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا ضلع بانکا میں دار القضاء کا قیام عمل میں آیا ہے اور آج اس کا افتتاح ہورہا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ دار القضاء کا نظام عدالتوں کے لیے معاون ہے، کیوں کہ امارت شرعیہ کے قضاۃ لوگوں کے خاندانی اور دیوانی تنازعات صلح ومصالحت کے ذریعہ حل کر کے عدالت کا بوجھ کم کرتے ہیں۔اور عدالتوں کو مالی زیر باری سے بھی نجات دلاتے ہیں، امارت شرعیہ کے دار القضاء سے بالعموم نصف سے زیادہ معاملات تین ماہ کے اندر حل ہوجاتے ہیں۔اس لیے حکومت کو دار القضاء کے نظام کا شکر گزار ہونا چاہئے۔انہوں نے فرمایا کہ یہاں دار القضاء کے قیام سے بانکا کے لوگوں کو اب اپنے معاملات کے حل کے لیے بھاگل پور آمدورفت کی مشکلات سے نجات مل جائے گی۔اور شرعی نظام کے تحت معاملات کو حل کرانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ حضرت امیر شریعت کی منشاء ہے کہ جہاں بھی مسلم آبادی ہے، وہاں ترجیحی بنیاد پر دار القضاء کا نظام قائم کیا جائے۔ان شاء اللہ عنقریب دوسرے مقامات پر بھی دار القضاء کا قیام عمل میں آیا ہے۔امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں اور اپنے معاملات بالخصوص نکاح، طلاق، وراثت، عورتوں کے حقوق ودیگر خاندانی ومعاشرتی مسائل کا فیصلہ شریعت اسلامی کے مطابق کرائیں، اسی دینی تقاضے کے تحت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قیام عمل میں آیا اور تینوں صوبوں میں پچھتر سے زیادہ مقامات پر دار القضاء قائم ہو چکے ہیں اور مزید ہورہے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو کلمہ کی بنیاد پر متحد رہنے کی تلقین کی اور دعوت دین کی اہمیت کو سمجھایا۔اس موقع سے مولانا مفتی ریاض صاحب قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے بھی خطاب کیا اور صالح وپرامن معاشرہ کی تشکیل، معاشرہ میں عدل وانصاف کی ضرورت، اسلامی قوانین کی اہمیت وضرورت کے مختلف پہلوؤں کو سامعین کے سامنے رکھا۔خطاب کرنے والوں میں مولانا عقیل الرحمن قاسمی استاذ حدیث مدرسہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی آسام وسرپرست مدرسہ مصباح العلوم اہرو چلنا، مولانا مفتی خورشید انور قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ بھاگل پور، مفتی اعجاز رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا انظر حسین قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر بھی شامل تھے۔ان حضرات نے بھی اصلاح معاشرہ سے متعلق مختلف پہلوؤں پر خطاب کیا، اجلاس میں مولانا حافظ احتشام رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر، اور مولانا منظر قاسمی فاضل جامعہ رحمانی مونگیر نے بھی شرکت کی۔ مولانا منظر قاسمی صاحب نے اپنے منظوم کلام سے سامعین کو خوب محظوظ کیا۔اس موقع پر مدرسہ مصباح العلوم کے حفاظ کرام کی دستار بندی بھی حضرت امیر شریعت اور موقر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آیا۔آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

Scanned with CamScanner

حقوق نسواں؛ اسلام اور مغرب

مولانا شمیم اکرم رحمانی

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
(اقبال)

سوسال سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے، نیویارک میں خواتین نے اپنی ملازمتوں کی شرائط کو بہتر بنانے کے لئے سڑکوں پر احتجاجی مظاہرے کئے تھے، لیکن ان کے احتجاجی مظاہرے کو گھوڑسوار دستوں کے ذریعے کچل دیا گیا تھا تب کسی کے ذہن میں نہیں آیا تھا کہ یہی احتجاجی مظاہرے آگے چل کر یوم خواتین منانے کا پیش خیمہ ثابت ہونگے، لیکن یہی ہوا، عورتوں کے اس احتجاجی مظاہرے کے مغربی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، لوگوں کا مزاج اور سوچنے کا انداز بدلنے لگا اسی دوران سنہ 1908 میں امریکا کی سوشلسٹ پارٹی نے خواتین کے مسائل کے حل کے لئے "دومین نیشنل کمیشن" قائم کردیا، جہاں سے باضابطہ عورتوں کے حقوق کے لیے تحریکیں چلائی گئیں، اور سماج میں بیداری پیدا کرنے کی کوششیں ہوئیں چنانچہ طویل جد وجہد کے بعد وہ دور آیا جب عورتوں کے مطالبات تسلیم کئے گئے اور اس کے ساتھ ہی 28 فروری کو 1909 کو امریکہ ہی میں سب سے پہلے عالمی یوم خواتین منایا گیا، پھر 8 مارچ 1913 کو یورپ میں خواتین نے اپنے حقوق کے لیے آوازیں بلند کیں، جبکہ اس سے پہلے عالمی خواتین کانفرنس 1910 میں کوپن ہیگن میں منعقد کی گئی تھی، بعد ازاں اقوام متحدہ نے بھی 8 مارچ کو یوم خواتین مان کر 1975 میں اسے اپنے کیلینڈر میں شامل کرلیا تب سے 8 مارچ کو یوم خواتین منایا جارہا ہے، اور پوری دنیا کے لوگ ملک، مذہب، رنگ اور نسل سے بالاتر ہوکر مناتے ہیں، دیگر ممالک کی طرح وطن عزیز میں بھی 8/مارچ کو یوم خواتین منایا جاتا ہے، جس کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، عورتوں کے حقوق پر باتیں کی جاتی ہیں، اور خواتین کی سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی کامیابیوں کا جشن منایا جاتا ہے ساتھ ہی یہ تاثر دینے کی کوشش جاتی ہے کہ عورتوں کو تمام حقوق سوسوا سو سال قبل ملے ہیں اور مغرب نے دیے ہیں، لیکن یہ بات سراسر جھوٹ اور فریب ہے، تاریخی حقائق اس کے خلاف ہیں، سچائی تو یہ مذہب اسلام نے معاشرے میں عورتوں کو چودہ سو سال پہلے جو مقام دیا ہے آج کی ترقی یافتہ دنیا لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ مقام دینے میں ناکام ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ جس دور میں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج ہو، ستی کے نام پر عورتوں کو نذر آتش کئے جانے کی رسم جاری ہو، بلی کے نام پر تقرب کی نیت سے معصوم سی کلی کو تہ تیغ کردیا جاتا ہو اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہو کہ لوگ عورتوں کے انسان ہونے پر شبہ کر رہے ہوں، اس دور میں کوئی مذہب عورتوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسے میراث میں باضابطہ حصہ دار بنائے، اس کے قدموں میں جنت ہونے کی بشارت سنائے یا اسی کی پرورش و پرداخت اور تعلیم وتربیت پر جنت کے وعدے کرے، لیکن مذہب اسلام نے یہ سب کچھ کیا بلکہ ان سب کے علاوہ عورتوں کے متعلق ان تمام حقوق کی نشاندہی کی جو کی جاسکتی تھی، اسلام کے نزدیک بحیثیت انسان عورتوں اور مردوں میں کوئی تفریق نہیں ہے، دونوں برابر کے انسان ہیں، دونوں صنفوں کو ان کے اچھے اعمال کا ثواب ملے گا اور برے اعمال کا عذاب ہوگا، لیکن عام حالات میں دنیوی زندگی کی گاڑی کو ٹھیک سے چلانے کے لیے اسلام نے ذمہ داریاں تقسیم کردی ہیں، مرد کے حوالے نان ونفقہ اور اخراجات کے بار رکھے ہیں، جبکہ عورتوں کے حوالے امور خانہ داری اور اولاد کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داریاں، اس لئے کہ خواتین پر بعض ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ ان کے لیے باہر نکلنا، مشقت بھرے کام، اور ملازمت کرنا انتہائی دشوار ہوتا ہے جس کی رعایت ضروری تھی چنانچہ اسلام نے ان کی اسی فطری نزاکت کا خیال رکھا جو عقلی اور سائنسی اعتبار سے بہت اہم ہے۔

تفصیلی گفتگو کا موقع نہیں ہے تاہم تفصیلات سے ان لوگوں کو ضرور آشنا ہونا چاہئے جو عورتوں کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر وقتا فوقتا طنز کستے رہتے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو چہار دیواری میں قید کر رکھا ہے، عجیب بات یہ ہے کہ اسلام پر عورتوں کے استحصال کا الزام عائد کرنے والے لوگ عورتوں کے گھر میں کام کاج کرنے کو تو دقیانوسیت خیال کرتے ہیں، لیکن گھر سے باہر کام کرنے کو آزادی نسواں سمجھتے ہیں، ان کے مطابق گھر میں کھانا بنانا دقیانوسیت ہے، لیکن ہوٹل میں کھانا بنانا آزادی ہے، اپنے شوہر کے لئے گھر میں زیب وزینت اختیار کرنا قدامت پسندی ہے، لیکن ایر ہوسٹس بن کر ہوسناک طبیعتوں کو خوش کرنا آزادی نسواں ہے، گھر میں بچوں کی پرورش و پرداخت کرنا رجعت پسندی ہے لیکن دوسروں کے بچوں کی پرورش کرنا آزادی نسواں ہے، اگر ایسا ہے تو بقول علامہ اقبال عورتیں خود ہی فیصلہ کرسکتی ہیں کہ آرائش میں کونسی چیز اپنی بیش بہا قیمت رکھتی ہے آزادی بے پردگی، یا زمرد کا گلوبند

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں معذور ہیں مردان خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادی نسواں کہ زمرد کا گلوبند

تعدد ازدواج کے جواز پر ناک بھوں چڑھانے والے لوگ بھول جاتے ہیں کہ تعدد ازدواج کا نظام بھی اسلام کا دیا ہوا نظام نہیں ہے، بلکہ زمانہ قدیم سے رائج ہے، اور ہر مذہب کا حصہ رہا ہے، سماجی مصالح کے پیش نظر کچھ شرائط کے ساتھ اسلام نے بھی اس کی اجازت دی ہے، تاکہ بیواؤں اور یتیموں کو بھی مضبوط سہارا مل سکے، زناکاری کا دروازہ بند ہو، حیرت ہے کہ لوگ تعدد ازدواج کے نام پر تو خوب ہنگامہ آرائی کرتے ہیں لیکن لیو ان ریلیشن شپ کو رواج دینا چاہتے ہیں اور گرل فرینڈز والے کلچر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جس کے معنی بجز اس کے اور کیا ہوئے کہ تعدد ازدواج کسی قانون کے دائرے میں غلط ہے لیکن لاقانونیت کے ساتھ ہو تو درست؟ شعور کا یہی وہ دوہرا پیمانہ ہے جو غور وفکر میں انصاف سے کام لینے والوں کو فطری طور پر پریشان کرتا ہے۔

میرے خیال میں عورتوں کے حوالے سے اسلام اور مغرب کے کشمکش کا ماحصل اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ اسلام نے عورتوں کے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی فطرت اور جسمانی ساخت کی پوری رعایت کرتے ہوئے انہیں ہر طرح کی عزت و رفعت عطا کی ہے، جبکہ مغرب نے بہت بعد میں عورتوں کے محض انسان ہونے کی رعایت کی ہے، جسمانی ساخت اور فطرت سے یکسر روگردانی کرتے ہوئے انہیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے کرنے کی کوشش کی ہے، جس کے نتیجے عورتیں معنوی مردوں کے قالب میں ڈھل کر مردوں کے سامنے کھڑی ہوگئیں اور مرد وخواتین آپس میں ایک دوسرے کے فریق بن گئے، جس کا لازمی اثر فیملی سسٹم پر پڑنا تھا سو پڑا اور وہ تباہ و برباد ہوگیا جبکہ اسلام نے عورتوں کے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ فطرت اور جسمانی ساخت کی رعایت کرتے ہوئے انہیں مرد کا ایک حصہ قرار دیا ہے، سورہ نساء کی پہلی ایت میں اس کی طرف واضح اشارہ موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں عورتیں مردوں کے بالمقابل نہیں ہیں، بلکہ مردوں کا ایک حصہ ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان اپنے حصے کے بالمقابل کھڑا ہونے کے بجائے اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، اور اس سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ اس کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔

عورتوں اور مردوں کے درمیان اسلامی اصول نے جو ہم آہنگی پیدا کی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ اس پریشان کن دور میں بھی مسلمانوں کا فیملی سسٹم مغربی فیملی سسٹم کے بالمقابل نہ صرف بہتر ہے بلکہ خود اہل مغرب کے لئے قابل رشک بنا ہوا ہے، یہ سچ ہے کہ اسلام نے عام حالتوں میں عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تاکید کی ہے تاہم یہ تاکید باعث تحقیر نہیں ہے، بلکہ باعث تکریم ہے بالفاظ دیگر یہ تاکید عورتوں کو گھروں کی ملکہ بنانے کی غرض سے کی گئی ہے، جس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے عورتیں ہوسناک طبیعتوں اور راہ کے ظلم زیادتیوں سے محفوظ رہتی ہیں، اسی لئے جب عورتوں کا گھر میں ملکہ بن زندگی گزارنا دشوار ہو تو اسلام نے بوقت ضرورت تلاش رزق کی کی غرض سے پردے کے ساتھ انہیں گھر سے باہر نکلنے کی بھی اجازت دی ہے، خود قرآن مجید میں حضرت مریم کا واقعہ موجود ہے جس میں انہیں کھجور کے تنے کو ہلا کر رزق حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، عورتوں کے ناقص العقل ہونے کا بھی وہ مطلب نہیں ہے جو لوگ سمجھتے ہیں اور جسے غلط طریقے سے پیش کرکے اسلام سے بدظن کرنے کی کوششیں کرتے ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ حدیث میں عورتوں کو ناقص العقل کہا گیا ہے لیکن یہ بھی عورتوں کا استخفاف نہیں ہے بلکہ عورتوں کے ساتھ رعایت وشفقت ہے، تاکہ عدالتی کارروائیوں میں عورتوں کو گھسیٹنا آسان نہ ہو جائے اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر عورتیں عدالتوں میں گواہی دینے جائیں بھی تو دو عورتیں جائیں تاکہ ایک اگر کچھ بھول جائے تو دوسری اسے یاددلادے جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ عورتیں غلط گواہی دینے کی بنیاد پر ان وعیدوں میں شامل ہونے سے بھی بچ سکیں گی جن کا تذکرہ مختلف روایات میں آیا ہے، اگر نقص عقل کا وہی مفہوم ہوتا جو لوگ سمجھتے ہیں تو اسی حدیث میں عورتوں کی عقل کے سلسلے میں یہ بات کیوں کر کہی جاتی کہ عورتیں بہت سے ہوشیار مرد کی عقل کو گم کردیتی ہیں اسلئے کہ ناقص العقل کسی عقلمند کی عقل کو کیسے گم کرسکتی ہے؟

مجھے یہ کہنے میں کوئی پریشانی نہیں ہے کہ عورتوں کے حوالے سے اسلام پر قدامت پسندی کے الزامات کی بنیاد بھی بدگمانیاں اور غلط فہمیاں ہیں یا سوچی سمجھی سازشیں، اسلئے اہل اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کے حوالے سے اسلام کی حقانیت کو سامنے لانے کی کوششیں کریں، اور دنیا کو یہ بتائیں کہ عالمی یوم خواتین منانے سے عورتوں کے مسائل حل نہیں ہونگے بلکہ عورتوں کے خلاف جرائم کے بڑھتے ہوئے گراف کو روکنے کی صحیح تدبیریں کرنی ہونگی، ان کے سروں سے معاشی تگ ودو کے بار کو اتارنا ہوگا، ان کی مارکیٹنگ پر روک لگانی ہوگی، ورنہ انصاف پسند اشخاص یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے کہ دنیا عورتوں کی آزادی کے نام پر عورتوں تک پہونچنے کی آزادی چاہتی ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالرشید رحمانی کی رحلت

نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ ضلع مدھوبنی کے موضع ململ کے ایک ممتاز عالم دین اور صاحب طریقت بزرگ حضرت مولانا حافظ عبدالرشید رحمانی طویل علالت کے بعد ۳/مارچ ۲۰۲۲ء کو رحلت فرمائے، اناللہ وانا الیہ راجعون، مولانا کی عمر ۸۰/سال کے قریب تھی۔

حافظ صاحب شمالی بہار کے ایک نامور بزرگ عالم دین تھے، ان کا امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی سے بیعت وارشاد کا تعلق تھا، اس نسبت سے خانقاہ رحمانی مونگیر اور امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سے بڑا قلبی لگاؤ تھا، یہاں کے اکابر کا جب بھی ان کے علاقہ میں اصلاحی دورہ ہوتا ان کی خدمت کے لئے پلکیں بچھادیتے تھے، انہوں نے عرصہ تک ضلع سوپول میں تدریسی خدمات انجام دیں، ان کی ملی خدمات کے پیش نظر امارت شرعیہ نے انہیں ضلع سوپول کا صدر النقیب بنایا، حافظ صاحب نے شہر سوپول میں دارالقضاء کے قیام کے لئے زمین کی فراہمی میں بیحد کوششیں کیں اور کامیاب بھی ہوئے، اسی طرح ان کی کوششوں سے سوپول میں دارالقضاء کی بنیاد پڑی، قدرت نے حضرت مولانا مرحوم کو خطاب پر ملکہ عطا کیا تھا، وہ لکھنے پڑھنے کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے، زبان وبیان پر قدرت تھی، بہت عمدہ لکھتے تھے، اشعار ومنقبت میں بھی ید طولی رکھتے تھے، ایسے باکمال شخصیت کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ایک بڑا سانحہ ہے، اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے، حضرت امیر شریعت صاحب دامت برکاتہم نے امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب کو جنازہ میں شرکت کے لئے بھیجا، قاضی صاحب نے کہا کہ مولانا کی وفات ایک بڑا ملی حادثہ قرار دیا اور مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی، نیز اہل خانہ سے حضرت امیر شریعت صاحب ونائب امیر شریعت صاحب ودیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ کی طرف سے اظہار تعزیت کیا، قارئین کرام سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

Scanned with CamScanner

عصری درسگاہیں تاریکی کے گھیرے میں

محمد اعظم شاہد

اسکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم طلباء میں اعلیٰ انسانی قدروں کو عام کرنا کسی بھی ملک کے محکمہ تعلیم کا اولین مقصد رہا ہے۔ حصول تعلیم کے دوران مختلف علوم وفنون سے آگہی کے علاوہ نوخیز ذہنوں میں دوستی، اخوت، بھائی چارہ، رواداری، باہمی عزت و احترام کی تعلیمات سے روشناس کیا جاتا رہا ہے، ماضی میں ماہرین تعلیم نے نصاب کی تشکیل کے دوران معاشرے میں مجموعی فلاح وہم آہنگی کے فروغ پانے والے نکات اجاگر کرنے کی کوششیں کی ہیں، واضح رہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں طلباء کی فکری صلاحیتوں کو مثبت اور تعمیری نقوش پر ابھارا جاتا رہا ہے۔ نوجوانوں کی شخصیت سازی بھی تعلیمی اداروں کی اولین ترجیح رہی ہے۔ اس ضمن میں ذرا پلٹ کر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ جب جب زعفرانیت نے اقتدار سنبھالا تب تب تعلیمی نصاب میں مذہبی منافرت کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف نفرت بھڑکا کر تاریخی حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ شعبہ تعلیم کو زعفرانیت میں رنگنے کی مذموم کوششیں ہمارے ملک میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور حکومتیں جب بھی بدلی ہیں اور انتظامیہ کی باگ ڈور سیکولر ذہن پارٹی نے سنبھالا تب تعلیمی نصاب کو زعفرانیت کی آلودگی سے پاک کرنے کے اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔ بہر کیف تعلیمی اداروں کے ذریعہ بقائے باہمی اور ہم آہنگی کی قدروں کو پامال کرنے کی زعفرانی سوچ کی جانب سے منصوبہ بند سازشیں رچی جاتی رہی ہیں۔ مذہبی تعصب، ساتھ پڑھنے والے طلباء میں پیدا کرنا گویا ان کی تعلیم میں زہر گھولنا ہے۔ گزرتے ماہ وسال کے ساتھ پرانی یادوں کو طلباء اپنے اسکول اور کالج کے دنوں کے اپنے ہم جماعتوں سے وابستہ خوشگوار یادوں کو زندگی بھر دلوں میں بسائے رکھتے ہیں۔ مگر جب دوران حصول تعلیم طلباء تنگ نظری، تعصب اور مذہب کے نام پر فرقوں میں اور گروہوں میں بانٹ دیا جائے تو اس کا منفی اثر زندگی بھر طلباء کا پیچھا کرتا رہے گا۔ اپنے تعلیمی دور کی خوشگوار یادوں کی جگہ سلگتے، جلتے بجھتے دلخراش واقعے ناسور بن کر چبھنے لگتے ہیں، ایسا ماحول پیدا کرنے والے مفاد پرست اقتدار کے بھوکے مٹھی بھر لوگوں کے کرتوت ملک کے امن وآشتی کو داغدار کرتے ہیں، آج ایسا ہی ماحول اسکولوں اور کالجوں میں دیکھنے میں آرہا ہے۔ تاریخ کی نصابی کتابوں میں ملک کی روشن روایات کے لائق تقلید حصوں کو عملاً حذف کر دیا جاتا ہے تو کبھی وندے ماترم اور سوریہ نمسکار پر تنازعہ کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ وہ درسگاہیں جو روشنی عام کرنے نوخیز ذہنوں میں ''جیو اور جینے دو'' اور بقائے باہمی کے جذبہ ہم آہنگی کو فروغ دینے قائم کئے جاتے ہیں، ان درسگاہوں (تعلیمی اداروں) میں اگر نفرت دلوں میں بھر دی جائے تو ظاہر ہے کہ کیا ہوگا اور اس کے نتائج کا خمیازہ کس طرح معاشرے کو بھگتنا پڑے گا۔ ایسی ہی صورتحال اب فی الحال ریاست کرناٹک میں حجاب تنازعہ کو لے کر پیدا کی گئی ہے۔ اس تنازعے کے اثرات ملک گیر سطح پر اُمڈ اُمڈ کر پھیل رہے ہیں۔ یہ پورا معاملہ اب بین الاقوامی سطح پر توجہ کا باعث بنا ہوا ہے۔

کرناٹک میں حجاب معاملے پر بڑھتی بے چینی اور اضطراب کے پیش نظر مسلم طالبات کو نئے نئے مسائل کا سامنا ہے۔ آئینی حقوق کے مطابق طالبات کے حجاب اوڑھے کالجوں میں داخل ہونے پر گزشتہ دو مہینوں سے واویلا مچایا جارہا ہے۔ کرناٹک کے ساحلی علاقہ اڈپی جہاں زعفرانیت کی جڑیں مضبوط ہیں، وہاں یہ تنازعہ غیر متوقع اور غیر منطقی طور پر کھڑا کیا گیا۔ مسلم طالبات کے اپنے مذہبی عقائد کے حجاب کے ساتھ کلاس روم میں داخلے پر اعتراضات قائم کئے گے ہیں، جو آئینی حقوق کی پامالی کے مترادف ہیں۔ ریاست بھر میں ہنگامے مچائے گئے۔ مسلم طالبات کی اپنے حقوق کی بحالی کیلئے دائر کردہ عرضی پر سماعت کئی دنوں سے کرناٹک ہائی کورٹ میں جاری ہے۔ اس تنازعہ پر کرناٹک میں بی جے پی حکومت کا ردعمل اور ہندوتوا نظریات کے حامیوں کا رویہ قابل غور ہے۔ ریاست اور ملک کے فکرمند دانشوروں نے اس تنازعے کو آئینی مراعات کی روشنی میں حل کرنے اور تعلیمی اداروں میں طلباء بالخصوص مسلم طالبات کے ساتھ مساوی رویہ بحال کر کے متوقع سالانہ امتحانات کے پیش نظر حصول تعلیم میں پہلے کی طرح محفوظ آسانیاں فراہم کرنے کے مسلسل مطالبات ہو رہے ہیں۔ جو پہلے کبھی مسلم طالبات کا حجاب اوڑھنا مسئلہ نہ تھا، اب اسے یکلخت مسئلہ بنایا۔ بین السطور یہ بہت کچھ اپنے آپ میں کہتا ہوا نکتہ ہے۔ حجاب کی مخالفت میں زعفرانی شال کو روبرو کرنا، یہ بدبختانہ رویہ ہے جس سے تعلیمی اداروں کا ماحول ہندو اور مسلمان میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے۔ اس تنازعے پر کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلے پر سب کی نگاہیں ٹکی ہوئی ہیں۔ مگر ایک طرف حجاب پر اٹھائے گئے تنازعے پر دائر کردہ عرضی پر ہائی کورٹ میں سماعت جاری ہے تو دوسری جانب پراگندہ سیاست نفرتوں کا زہر پھیلانے میں مصروف کار ہے، جس کے باعث مذہب جو دستور حیات اور زندگی کی روشنی ہے، اسے تاریکی میں بدلنے اور گمراہی کی علامت بنانے کی روش سر اٹھائے کھڑی ہے۔

دماغ کی حفاظت کریں

حکیم راشد جمال عرشی

اللہ نے انسانی دماغ کو اس کے جسم میں سب سے اونچا مقام عطا کیا ہے اور تکنیکی اعتبار سے بھی دماغ کو مرکزیت حاصل ہے، دماغ ہی جسم کے تمام حرکات وسکنات اور اعمال وافکار کو کنٹرول کرتا ہے۔ اطباء قدیم کے مطابق عمل کے سرچشمہ کو قوت کہا جاتا ہے، اس لئے کہ کوئی فعل بغیر قوت کے انجام نہیں دیا جاسکتا۔ قوت کو تین اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے۔ قوت نفسانیہ، قوت حیوانیہ، قوت طبعیہ۔ قوت نفسانی وہ قوت ہے جس سے تمام اعضاء میں حس وحرکت پیدا ہوتی ہے اور جن اعضاء میں یہ قوت پائی جاتی ہے وہ اعضائے نفسانی کہلاتے ہیں۔ جیسے دماغ، اعصاب اور اعضائے حواس، تمام اعضاء میں دماغ عضو رئیس ہے، اعصاب اور اعضائے حواس اس کے تابع ہیں اس طرح ہمارا چلنا پھرنا کھانا پینا، سونا، جاگنا، سوچنا اور یاد رکھنا سب دماغ ہی کی کارفرمائی سے ممکن ہے۔ اس لئے دماغ کی صحت انسانی زندگی کی بقاء وترقی کے لئے بیحد ضروری ہے، صحت مند دماغ سے ہی جسم بھی صحت مند رہ سکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم روزانہ اپنی غذا میں صحت بخش اشیاء شامل کریں، جمنے والی چکنائی کا استعمال کم کریں اور اس کی جگہ نہ جمنے والی چکنائی کا استعمال کیا جائے، وقت پر کھانے اور وقت پر سونے کی عادت دماغی صحت کے لئے ضروری ہے، صبح کا ناشتہ ہماری صحت کے لئے اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ رات کی طویل نیند کے بعد پیٹ خالی ہوتا ہے، اور ناشتہ کے بعد آپ زندگی کی بھاگ دوڑ میں بقیہ اوقات کے مقابلہ زیادہ مصروف ہوتے ہیں اس لئے ناشتہ میں پھلوں اور اناج کا استعمال ضرور کریں، اس کے علاوہ مچھلی داغ کے لئے بہترین غذا ہے، خاص طور پر سرد پانی میں رہنے والی مچھلیاں جن میں ڈی ایچ اے خاصی مقدار میں پایا جاتا ہے، کیوں کہ تحقیق کے بعد پایا گیا ہے کہ یہ زندگی بھر دماغ کی صحت کو بہتر بنانے میں معاونت کرتا ہے، جس طرح ہماری ہڈیاں کیلشیم سے بنی ہیں، اسی طرح ڈی ایچ اے ہمارے دماغ کو بناتا ہے۔ دماغ میں موجود اومیگا 3 میں ڈی ایچ اے کی حصہ داری 97 فیصد ہوتی ہے۔ دماغ کی رباطات وعصبات کے درمیان ایسال وترسیل میں ڈی این اے کا اہم کردار ہوتا ہے یعنی یہ یادداشت بڑھانے اور واضح طور پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتوں میں مددگار ہے، اس کے علاوہ دماغ کے لئے رسیلے پھلوں کا استعمال مفید ہے، جیسے آم، انگور، سنترہ اور سیب وغیرہ، خشک میوے خاص طور پر بادام، پستہ، چلغوزہ واخروٹ دماغی قوت بڑھاتے ہیں اور یادداشت میں بھی اضافہ کرتے ہیں، اسی طرح سونف، دھنیا، کالی مرچ بھی دماغی قوت کے لئے عمدہ چیز ہے۔ دماغی صحت کے لئے جتنی ضروری صحت بخش غذائیں ہیں، اتنا ہی ضروری مذہبی اور سماجی طور پر دماغ کو متوازن بناتا ہے، کوشش کریں کہ پاکیزہ خیالات سے دماغ مزین رہے، مصروف رہنے کی کوشش کریں، خالی رہنے سے دماغ میں غلط خیالات پرورش پاتے ہیں۔ اپنے کاموں کو وقت پر پورا کریں اور کل پر نہ چھوڑیں، یاد رکھیں اس طرح کام اکٹھی ہو جاتے ہیں جو تشویش اور تناؤ میں اضافہ کرتے ہیں، زیادہ مقابلہ آرائی سے بچیں، جھوٹ نفرت، غیبت اور حسد جیسی برائیاں نہ صرف گناہ ہے بلکہ دماغی صحت کے لئے بھی مضر ہیں، حسد کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (ابوداؤد) تم حسد سے دور رہو، اس لئے کہ حسد کی بیماری نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ دراصل حسد ایک ذہنی بیماری ہے یہ نیکیوں کو برباد کرنے کی تاثیر رکھتی ہی ہے انسانی شخصیت کو بھی برباد کر دیتی ہے، اس طرح حاسد کو کبھی اصلی راحت اور سکون حاصل نہیں ہوتا۔ فکر، تردد، تناؤ اور خوف بھی دماغ کو نقصان پہنچاتے ہیں،، پینا، سونا اور قضائے حاجات وغیرہ میں بھی فساد رونما ہونے لگتا ہے۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ دماغ ہی جسم انسانی کا مرکز ہے اور اس کی ہدایات پر ہی ان اسباب کا استفراغ اعتدال سے انجام پاتا ہے، دماغی عدم صحت کی بنا پر ان ہدایات کا نظام بگڑ جاتا ہے، پھر بھوک کم لگتی ہے، پیٹ کا نظام خراب رہتا ہے، ریاح وتیزابیت کا عارضہ ہوتا ہے، وزن کم ہونے لگتا ہے، چہرہ روکھا اور آنکھوں کی چمک غائب ہونے لگتی ہے، نیند میں کمی کی شکایت ہوتی۔ ایسے اشخاص کے رویوں میں جارحیت پیدا ہونے لگتی ہے اور تحمل ختم ہو جاتا ہے، اس لئے ایسی تمام برائیوں سے دور رہیں جس سے انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ذہنی یادداشت کم ہوتی ہے، اس طرح زیادہ عیش وعشرت کی زندگی بھی دماغ پر برے اثرات مرتب کرتی ہے اور انسان کو بے عمل بناتی ہے، پرتکلف اور زیادہ چکنائی آمیز کھانے خون سپلائی کرنے والی نالیوں کو آلودہ کرتے ہیں جس سے دماغ کو حیاتین اور صحت بخش اجزاء ملنے میں دشواری پیش آتی ہے اور اس چکنائی کے سبب خون کے تھکے بننے لگتے ہیں جس سے دماغ کو خون کی فراہمی رکنے لگتی ہے، اس کے سبب فالج اور برین ہیمرتج کے امکانات قریب تر ہو جاتے ہیں، اس لئے سادہ زندگی اپنائیں اور سادہ کھانا کھائیں، یہ دماغ کو اچھی غذا فراہم کرتے ہیں اور ذہن کو تروتازہ رکھتے ہیں، پرسکون ماحول میں رہیں تناؤ بھرے حالات میں رہنے، کام کرنے یا مختلف قسم کے استحصال اور حقوق کی خلاف ورزیوں سے مایوسی، نفرت اور حساسیت جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح بچپن کی غلط پرورش یا احساس محرومی سے بھی دماغ میں منفی خیالات جاگزیں ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد میں زندگی کے تئیں بے مقصدیت کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے اور احساس کمتری پوری شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے گھروں اور اداروں میں خوشگوار ماحول بنائیں، صبر وقناعت کو جزو زندگی بنائیں، حدیث شریف میں صبر کو موجب برکت بتایا گیا ہے، جب کہ قناعت کے ذریعہ طبیعت کی پریشانی دور ہوتی ہے، اس طرح ان برائیوں سے دور رہ کر اور خیر وعافیت کے اصولوں کو اپنا کر ہی ایک صحت مند معاشرہ کی تعمیر ہو سکتی ہے اور آپ اپنے دماغ کو بہتر زندگی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ماہ شعبان اور شب برأت کی فضیلت

مولانا اسجد عقابی استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

ماہ شعبان اسلامی مہینہ کے اعتبار سے آٹھواں مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ کے بے شمار فضائل ومناقب موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ میں برکت کی دعا مانگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان" اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور رمضان تک ہمیں سلامتی کے ساتھ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ نفل روزے کثرت سے رکھتے۔ اس کے علاوہ، اس ماہ شعبان میں ایک عظیم رات ہے جسے شب برات کہا جاتا ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ شب برات کی فضیلت کے سلسلہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔ شب برات کی فضیلت کے قائل علماء ومحدثین کی بڑی جماعت رہی ہے۔

شب برات کی فضیلت کے متعلق سب سے مشہور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کو سماء دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں سے زیادہ کی تعداد میں انسانوں کی بخشش فرماتے ہیں۔

شب برات کی فضیلت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث ہے: "هذه ليلة النصف من شعبان، ان الله عز و جل يطلع على عباده فى ليلة النصف من شعبان فيغر للمستغفرين، و يرحم المسترحمين، و يوخر اهل الحقد كما هم" ۔ یہ پندرہ شعبان کی رات ہے، اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر خصوصی رحمت کی نظر فرماتے ہیں، مغفرت طلب کرنے والوں کی مغفرت کرتے ہیں، رحم کی درخواست کرنے والوں پر رحم کرتے ہیں اور کینہ وبغض رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے: "ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل منها، يعنى ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارک و تعالىٰ الى سماء الدنيا فيغفر الا لمشرک او مشاحن او قاطع رحم" ۔ لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات شعبان کی پندرھویں شب سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ہر کسی کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک، کینہ پرور اور قطع تعلق کرنے والوں کے۔

ان روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شب برات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خصوصی رحمت کی نظر فرماتے ہیں اور سائلین کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ شب قدر کے بعد سب سے افضل ترین رات یہی ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق فیصلے فرماتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شب برات کو عام بخشش ہوتی ہے۔ اس رات جو لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ ان کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ان کی خطاؤں کو درگزر کیا جاتا ہے۔ ان کے جائز مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ لیکن بعض ایسے گناہ ہیں جن میں مبتلا اشخاص کی اس رحمت والی رات (شب برات) میں بھی بخشش نہیں ہوتی ہے اور وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گناہوں میں اس حد تک پھنسے ہوتے ہیں کہ اس رات بھی اللہ کی رحمت ان کی جانب متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ کفر وشرک میں مبتلا شخص (2) کینہ اور بغض رکھنے والا (3) رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا (4) کسی کو ناحق قتل کرنے والا (5) والدین کی نافرمانی کرنے والا (6) زانی اور زانیہ۔ یہ وہ گناہ ہیں جن کی قباحت وشناعت قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ان کے متعلق وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں مبتلا اشخاص کو محروم القسمت اور شقی القلب بتایا گیا ہے۔ ان کبیرہ گناہ کے عادی افراد شب برات کی خصوصی رحمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیے کہ اس نے متعین کر دیا کہ اگر فلاں قسم کے گناہ میں مبتلا ہو تو بخشش نہیں ہوگی تاکہ بندہ مومن اس رات سے قبل اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو، صدق دل سے توبہ کرے، رب رحیم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو اور آئندہ کے لئے گناہوں سے دور رہنے کے عزم مصمم کے ساتھ اس فضیلت والی رات کا استقبال کرے اور اس کی فضیلتوں سے مستفید ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتے ہیں: "ادعونی استجب لکم"۔ مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔

شب برات میں قبرستان جانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرستان جانا ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں جو روایت ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبرستان تشریف لے گئے تھے یہ کوئی آپ کا معمول نہیں تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ ہر سال اس موقع پر باضابطہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شب برات کے موقع سے قبرستان جانے کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کوئی ترغیب نہیں دی ہے نہ ہی اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بہت اچھی توجیہ پیش کی ہے، وہ کہتے ہیں: "اس رات میں ایک اور عمل ہے جو ایک روایت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اب چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں جنت البقیع میں تشریف لے گئے اس لئے مسلمان اس بات کا اہتمام کرنے لگے کہ شب برات میں قبرستان جائیں، لیکن میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے، جو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، فرماتے تھے کہ جو چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجہ میں ثابت ہو اسی درجے میں اسے رکھنا چاہئے، اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے، لہٰذا ساری حیاتِ طیبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ جانا مروی ہے، کہ آپ شب برات میں جنت البقیع تشریف لے گئے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے اس لئے تم بھی اگر زندگی میں ایک مرتبہ چلے جاو تو ٹھیک ہے، لیکن ہر شب برات میں جانے کا اہتمام کرنا، التزام کرنا، اور اسکو ضروری سمجھنا اور اسکو شب برات کے ارکان میں داخل کرنا اور اسکو شب برات کا لازمی حصہ سمجھنا اور اسکے بغیر یہ سمجھنا کہ شب برات نہیں ہوئی، یہ اسکو اسکے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے"۔ لیکن افسوس! ہمارے معاشرہ میں دین کے نام پر بے شمار خرافات نے اپنی جگہ بنالی ہے۔ غیر ضروری باتوں کو دین کا جز سمجھ لیا گیا ہے اور دین کے حقیقی اجزا کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ قبرستان جانے کا رواج اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ لوگ ہجوم اور ٹولیوں کی شکل میں قبرستان جاتے ہیں۔ راستہ بھر مٹر گشتی کرتے ہوئے قبرستان پہنچتے ہیں اور طرح طرح کی خرافات میں مبتلا ہو کر پوری رات ضائع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ شب برات میں اپنے مرحومین کی قبروں پر چراغاں کرتے ہیں اور ان پر پھول بوٹے لگواتے ہیں یہ سمجھ کر کہ یہ تمام اعمال شب برات کا حصہ ہیں۔ حالانکہ یہ تمام خرافات ہیں جن کا شب برات کی فضیلت یا اہمیت سے کچھ لینا دینا نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی ثبوت ہے۔

شب برات کی بدعات و رسومات

ہمارے بعض احباب نے شب برات کو فرض یا واجب کا درجہ دے رکھا ہے۔ ان کے نزدیک اس رات میں جاگنے کا اہتمام کرنا ہی سب سے اصل عبادت ہے۔ اس کام کے لئے مختلف حیلے بہانے بنائے جاتے ہیں۔ مساجد میں باضابطہ اعلان کرایا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر شبینہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ چائے نوشی اور رت جگے کے مکمل انتظامات کئے جاتے ہیں۔ اگر اپنے محلہ یا علاقہ میں کوئی بہترین مقرر یا نعت خواں نہ ہو تو انہیں باہر سے بلایا جاتا ہے۔ گھنٹوں تک تقاریر اور نعت خوانی کا دور چلتا ہے اور یہ سب کچھ شب برات کی فضیلت کے طور پر کئے جاتے ہیں۔ ان امور کے انتظامات میں اس درجہ غلو ہو جاتا ہے کہ بسا اوقات لوگ فرائض و واجبات کی جانب سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ یا پھر وہ حضرات جو حقیقتاً اس رات کو عبادت الٰہی میں لگانا چاہتے ہیں ان کے لئے پُرسکون ماحول فراہم نہیں ہو پاتا ہے اور ان کا بیشتر وقت شور شرابوں کی نظر ہو جاتا ہے۔

شب برات کی نماز

موجودہ دور میں ایک نئی وبا یہ پھیل گئی ہے کہ عوام نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس طرح عید بقرعید کی مخصوص نمازیں ہیں اسی طرح شب برات کی نماز بھی مخصوص ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شب برات کی نماز سو رکعت ہے۔ جبکہ بعض جگہوں پر اس رات میں ختم قرآن کے نام پر شبینہ کو شب برات کی نماز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ شریعت مطہرہ میں کوئی ایسی روایت یا کوئی ایسا حکم موجود نہیں ہے جس سے اس طرح کی باتوں کا ثبوت ملے۔ شب برات میں عبادت کرنا نفل کا درجہ رکھتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خشوع خضوع کے ساتھ حسب توفیق جس قدر ہو سکے نماز اور تلاوت کلام اللہ کا اہتمام کرے۔ اجتماعی صورت اختیار کرنے سے احتراز کریں۔ ذکر واذکار اور تسبیح وتحمید میں وقت لگائے، بشاشت کے ساتھ عبادت میں لگا رہے، پوری رات جاگنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مقدار نہیں بلکہ اخلاص دیکھتا ہے۔ اخلاص سے کیا ہوا چھوٹا سے چھوٹا عمل بھی اللہ کے نزدیک اجر عظیم کا مستحق ہوتا ہے۔

شب برات کی قرآن خوانی

ایک رسم شب برات میں یہ عام ہوگئی ہے کہ لوگ اجتماعی طور پر اپنے مرحومین کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اپنے مرحومین کے لئے ایصال ثواب کرنا، دعا کرنا، ان کے لئے قرآن پڑھنا نیک عمل ہے۔ ان مرحومین کا زندوں پر حق ہے کہ ان کے لئے ایصال ثواب کیا جائے اور ان کے نام پر صدقہ وخیرات کیا جائے لیکن اس کام کے لئے وقت متعین کرنا، مہینہ متعین کرنا، دن تاریخ متعین کرنا اور خود اس کام کو انجام دینے کے بجائے دیگر لوگوں کو مدعو کرنا اور ان کے شرب وخورد کا انتظام کرنا اسلامی روح کے خلاف ہے۔ یہ حالات تو گاؤں دیہات کے ہیں، شہر کے ماحول کا اللہ ہی حافظ۔ اس رسم بد نے اس قدر زور پکڑ لیا ہے کہ اگر کوئی صاحب یہ عمل کرنے سے اجتناب کرے تو علاقہ محلہ میں اسے عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ قرآن خوانی کی ابتدا تو ماہ شعبان کے آتے ہی شروع ہو جاتی ہے لیکن شب برات میں اس کا حد سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ دین میں ایسی چیزوں کو داخل کرنا اور انہیں ضروری سمجھنا جس کا دین میں کوئی وجود نہیں ہے بدعت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور بدعت کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ جب بدعت اپنا ٹھکانہ بنالیتی ہے تو بندہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو جاتا ہے۔

ان بدعات ورسومات کے علاوہ بعض غلط عقائد پر مبنی روایات معاشرہ میں پائی جاتی ہیں۔ گھر وغیرہ کی لیپا پوتی اس نیت سے کہ اس سے گھر کی بلائیں دور ہو جائیں گی۔ گھروں میں موم بتیاں جلانا کہ ہمارے مرحومین کی روحیں آج رات ہمارے گھروں میں آئیں گی۔ بعض علاقوں میں باضابطہ کھیر وغیرہ پکا کر الگ سے رکھ دیا جاتا ہے کہ ہمارے مرحومین کھائیں گے۔ مخصوص قسم کے کھانے تیار کرنا شب برات کی نیت سے۔ گھر اور مساجد کو سجانا اور باضابطہ تہوار کے طور پر شب برات کو منانا۔ اسی طرح غیر ضروری اعمال میں وقت ضائع کرنا یہ سب بدعات وخرافات کے زمرہ میں شامل ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ شب برات میں عبادتوں کا اہتمام، نوافل کی ادائیگی، کلام اللہ کی تلاوت، ذکر واذکار، تسبیح وتحمید، صدقات وخیرات سب نوافل میں سے ہیں ان کو فرائض کا درجہ دینا اور اس پر اصرار کرنا اسلامی روح کے منافی ہے۔ شب برات بلاشبہ ایک عظیم رات ہے۔ اس رات کا حق یہ ہے کہ اسے اللہ رب العزت کی عبادات میں صرف کیا جائے۔ اپنی سابقہ زندگی کا محاسبہ کیا جائے۔ اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائے جائے۔ اپنی کمی وکوتاہی کے لئے رب ذوالجلال سے معافی مانگی جائے۔ دین مستقیم پر قائم رہنے کی دعا مانگی جائے۔ ایمان کی حفاظت اور قلب کی سلامتی کے لئے التجا کیا جائے۔ تنہائی میں رب کریم سے گڑگڑا کر اس کی رحمتوں اور بخشش کو طلب کیا جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت وحدہ لاشریک لہ کی یاد میں بتایا جائے۔ یہ اعمال شب برات میں کرنے کے ہیں، بیجا کھیل تماشوں اور وقت گزاری سے شب برات کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شب برات کی فضیلت کو حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور بدعات ورسومات سے محفوظ رکھیں۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ کی سرگرمیاں

محمد عادل فریدی

مساجد ملت کو مربوط رکھنے کا سب سے اہم ذریعہ: مولانا محمد شبلی القاسمی

اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مسجد کا کردار بنیادی ہے۔ اسلام کا نظامِ تربیت مسجد کے بغیر ناممکن ہے۔ مساجد کی تعمیر کرنے والے اللہ کے منتخب بندے ہوتے ہیں۔ حقیقی نجات کے لیے مساجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ مسجد بنانا مومن کی نشانی ہے اور اسے آباد کرنا ایک کامل مومن کی ذمہ داری ہے۔ یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ضلع نوادہ کے امانواں میں اجمیری مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقد اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ یہ پروگرام الفلاح تعلیمی وسوشل ویلفیئر کمیٹی اور انجمن تعمیر نو کے زیرِ نگرانی منعقد ہوا۔ مسجد کی اہمیت کے بارے میں مولانا نے مزید کہا کہ مسجد کی تعمیر ایک عظیم صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب اس کے بنانے والوں اور معاونت کرنے والوں کو قیامت تک ملتا رہے گا۔ انہوں نے لوگوں کو مسجد سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ مساجد ملت کو جوڑنے اور مربوط رکھنے کا اہم ذریعہ ہیں، اس خیرامت کے روز اول سے ہی تمام کام مساجد سے وابستہ رہے ہیں۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں فیصلے وغیرہ بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ درس وتدریس کے کام بھی مسجد سے ہی انجام دیے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مساجد کی تعمیر اور ترقی میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے آپسی ہم آہنگی کو فروغ دینا چاہئے۔ ہماری مسجدیں ہر وقت کھلی رہنی چاہئیں تاکہ سارے انسان مساجد میں آکر انسانیت اور اخلاق کا سبق حاصل کریں، آپسی بھائی چارے کو عام کریں اور بھید بھاؤ کو ختم کریں۔ نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اِن کا احترام ہم سب مسلمانوں کے لئے اور عام انسانوں کے لئے ضروری ہے کیوں کہ مسجدیں صرف اور صرف رب کو خوش کرنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔ یہاں آکر بڑے چھوٹے، امیر غریب، کالے گورے سب کی تفریق ختم ہو جاتی ہے، سب اللہ کی بارگاہ میں ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، اس لیے مسجدیں ہمارے اتحاد کی سب سے بڑی علامت ہوتی ہیں جو پانچ وقت نماز کے ساتھ لوگوں کو آپس میں جوڑ کر رکھنے کا بھی اہم ذریعہ ہیں۔ صدر اجلاس قاری شعیب احمد صاحب ناظم مدرسہ عظمتیہ نوادہ نے کہا کہ مسلمان اپنے کاموں کو شریعت اسلامی کے مطابق انجام دیں عبادت کے لیے مسجد بنا رہے ہیں، عبادت کے مسائل سیکھنے کے لئے مکاتب بھی ضرور قائم کریں۔ اگر مکاتب ہے تو اس کو منظم کیجیے۔ اجلاس میں جناب مولانا محمد نصیر الدین مظاہری امارت شرعیہ جناب مولانا مقصود احمد نعمانی جامع مسجد نوادہ قاضی ضیاء الدین مظاہری سماجی کارکن جناب سید مسیح الدین اور سبودھ سنگھ پروفیسر انعام صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اجلاس کا آغاز قاری عالمگیر رحمانی کی تلاوت اور مشہور شاعر جناب قاری احمد رحمانی کولکاتہ کی نعت سے ہوا جبکہ نظامت کے فرائض قاری شہادت حسین قاسمی نے انجام دیے۔ اجلاس میں بطور خاص جناب مولانا ابوالکلام قاسمی قاری اسلام الحق مولانا اشرف قاسمی ابوسفیان حافظ فصیح احمد محمد جہانگیر عالم شفیع احمد قاسمی حاجی شکیل صاحب ڈاکٹر سہیل صاحب متولی یحییٰ صاحب صدر افتخار عادل صاحب سرفراز صاحب جناب انور صاحب جناب سلمان خورشید صاحب جناب ابوصالح صاحب، مرسلین بھائی عقیل بھائی جناب شکیل صاحب تبریز بھائی ارمان بھائی مولانا مہدی قاسمی عبدالقیوم صاحب الحاج اصغر قاری ساجد صاحب حافظ طٰہٰ صاحب اور تمام نوجوانان اماوانواں شریک ہوئے اور اجلاس کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ ۲؍بجے بعد نماز ظہر اجمیری مسجد کا سنگ بنیاد علماء کرام کے دست مبارک سے عمل میں آیا۔

انسان کی کامیابی وسر بلندی اللہ اور رسول کی اطاعت میں مضمر ہے: مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی

سمستی پور کے حسن پور اور بتھان بلاک میں امارت شرعیہ کے علماء کا دعوتی واصلاحی دورہ جاری

امارت شرعیہ نے اپنی سوسالہ تاریخ میں افتاء، قضاء، دینی، ملی، تعلیمی، اصلاحی اور معاشرتی امور کے ساتھ مختلف جہات میں نمایاں خدمات انجام دیا ہے اسی وجہ کر مسلمانوں کا بڑا اعتماد اس ادارہ کو حاصل ہے امارت شرعیہ کے اہم مقاصد میں مختلف اضلاع، مواضعات، اور دیہی علاقوں میں وفد امارت شرعیہ کا اصلاحی، تنظیمی اور تعارفی دورہ بھی شامل ہے اور ہر سال ملک کے مختلف اضلاع میں وفود کے متعدد دورے ہوتے ہیں جس کے مفید اور مؤثر اثرات مرتب ہوتے ہیں مذکورہ مقاصد کے پیش نظر امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے علماء کا ایک موقر وفد ان دنوں امارت شرعیہ کے مفتی مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب کی قیادت میں سمستی پور کے بتھان اور حسن پور بلاک کے مختلف مواضعات میں اصلاحی ودعوتی دورے پر ہے۔ وفد کا یہ دورہ مورخہ ۷؍مارچ سے شروع ہوا ہے اور ۱۶؍مارچ تک دونوں بلاک کے مختلف مواضعات میں منعقد اصلاحی ودعوتی اجلاس میں علماء کرام کی شرکت ہوگی۔ اس وفد میں امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی صاحب، مولانا صدام حسین قاسمی قاضی شریعت سمستی پور و بردونی، مولانا سید محمد عادل فریدی صاحب، مولانا محی الدین رحمانی اور حافظ رفیع صاحب مبلغین امارت شرعیہ شریک ہیں۔ وفد کا پہلا اجلاس مشہور ومعروف بستی منوروا شریف میں ۷؍مارچ کو بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ ۸؍مارچ کو سوکھاسن، کٹھیروا اور بیلون میں علماء کرام کا خطاب ہوا۔ ۹؍مارچ کو علماء کرام نے بیلاہی، ہرہی نگواز پور اور اوجان میں منعقد اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۰؍مارچ کو براہی اور بردونی میں اجلاس عام ہوا، جبکہ ۱۱؍مارچ روز جمعہ کی شب میں ہری پور میں علماء وفد نے اجلاس عام سے خطاب کیا۔ وفد میں شامل علماء کرام نے مختلف مساجد میں جمعہ کی نماز سے پہلے بھی خطاب کیا۔ قائد وفد مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے حسن پور کی جامع مسجد میں، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے بتھان بازار کی جامع مسجد، مولانا صدام حسین قاسمی قاضی شریعت بردونی وسمستی پور نے چندولی کی جامع مسجد جب کہ مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے جامع مسجد گاجاباجا میں خطاب کیا۔ وفد کے علماء کرام نے آج بروز جمعہ بعد نماز عصر مولانا رفیق قاسمی صاحب کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ بیت العلوم مورکاہی میدو چوک میں منعقد ایک دعائیہ نشست میں بھی شرکت کی۔ اس دعائیہ نشست میں صوبہ بہار کے مشہور ومعروف عالم دین مولانا اختر امام عادل صاحب بانی ومہتمم جامعہ ربانی منوروا شریف نے بھی شرکت کی۔ مولانا اختر امام عادل صاحب نے اس دعائیہ نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ ملت کا ایک قیمتی سرمایہ ہے، آج اس علاقہ میں امارت شرعیہ کے علماء کا قدم علاقہ کے لیے نیک فال ہے، امید ہے کہ اس سے علاقہ کی سماجی، تعلیمی واخلاقی صورت حال میں بہتری آئے گی۔ ان سبھی پروگراموں میں قائد وفد مفتی محمد سعید الرحمٰن صاحب نے لوگوں کو امارت شرعیہ کا پیغام سناتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ دینی امیر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی تابعداری نہیں کی اس نے گویا میری پیروی نہیں کی، غرض امیر شرعی کی اطاعت اور ان کی تابعداری ایک اہم ایمانی ذمہ داری کی حیثیت رکھتی ہے، بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمان خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے انہیں امارت شرعیہ کی برکت سے ایک امیر شرعی کے سایہ میں زندگی گذارنے کا موقع نصیب فرمایا ہے، اور آیت قرآنی کے تقاضہ پر عمل کی توفیق بخشی ہے، یہ ایک عظیم مذہبی نعمت ہے، اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے امیر شریعت کی مکمل تابعداری اور ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے عملی طور پر تیار رہے، ایک امیر کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنے سے اجتماعی قوت بھی حاصل ہوگی اور دینی امور کو منظم اور بہتر طور پر انجام دینا بھی آسان ہوگا۔ یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ اس وقت امارت شرعیہ کو حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی جیسا، جواں سال، دوراندیش، حالات اور زمانے کا نبض شناس، دینی وعصری علوم کا سنگم، جرأت مند، صاحب بصیرت، صاحب تقویٰ، عالی نسب، دوررس ودور بیں قائد عطا کیا ہے، جن کی رہنمائی اور سرپرستی میں امارت شرعیہ نے ہر شعبہ میں توسیع اور ترقی کا واضح منصوبہ اور ہدف متعین کیا ہے اور منصوبہ بندی کے ساتھ عملی جدوجہد کررہی ہے۔ امارت شرعیہ کا یہ وفد یہاں اس لیے آیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کی وابستگی امارت شرعیہ سے مضبوط ہو اور امارت شرعیہ کا پیغام عام ہو۔ امارت شرعیہ کا پیغام ہے کہ اتحاد واتفاق قائم کیا جائے، آپسی جھگڑوں کو ختم کیا جائے، دارالقضاء کے نظام کو مضبوط کیا جائے، تعلیم کو عام کیا جائے، مسلم معاشرے کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ سماج کی ترقی آپسی اتحاد واتفاق اور تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو وقت اللہ نے دیا ہے، اس کو غنیمت جانیں اور اس کو شریعت پر عمل کرنے میں گذاریں۔ آج ہر چہار جانب سے شریعت پر حملے ہو رہے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے شریعت پر عمل چھوڑ دیا ہے، اگر ہم شریعت پر عمل کرنا شروع کردیں گے اور اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گذارنے لگیں گے تو کوئی باہری طاقت اللہ کے دین اور شریعت محمدی کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ آپ نے اپنے خطاب میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو ادا کرنے کی ترغیب دی۔ آپ نے اسلامی احکام پر عمل اور کاربند رہنے کی بھی ترغیب دی اور معاشرہ کی اصلاح پر توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ شادی بیاہ میں فضول خرچی سے بچنا چاہئے، تلک وجہیز کی لعنت وتباہ کاری، شراب اور نشے کی لت سے مسلم معاشرہ کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد کرنی چاہے، انہوں نے معاملات اور لین دین کو اسلامی طریقہ پر رائج کرنے پر بھی زور دیا۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے اپنے خطابات میں امارت شرعیہ کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے امارت شرعیہ کے ذریعہ انجام دی جارہی خدمات کا ذکر کیا، اور اس کے اغراض ومقاصد بھی بیان کیے، آپ نے اپنے خطاب میں مکاتب ومساجد کے نظام، سماجی اصلاح جہیز کی لعنت وغیرہ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آپ نے نماز، روزہ اور اعمال شریعت، قرآن کی عظمت اور تعلیم قرآن کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے شرعی قوانین کی حفاظت کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شریعت کی حفاظت شریعت پر عمل کرنے سے ہوگی، انہوں نے لوگوں کو آپسی نزاعات ختم کرنے اور اگر کوئی معاملہ ہو تو اس کو لے کر دارالقضاء میں رجوع کرنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے اتحاد واتفاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ ایمانی بنیاد پر اخوت ومحبت کا تعلق ہے وہ برقرار رہنا چاہئے۔ مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے اپنے خطاب میں تعلیم وتربیت، کلمہ کی بنیاد پر اتحاد واتفاق کی اہمیت وعظمت کو اجاگر کرنے کے ساتھ دینی تعلیم کی اہمیت پر خصوصی روشنی ڈالی اور اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کے اندر اسلامی اخلاق و کردار پیدا کرنے پر بھی زور دیا، نیز امارت شرعیہ کے شعبہ تعلیمات سے کیے جارہے کاموں کو تفصیل سے لوگوں کے سامنے رکھا۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے ذریعہ ہر بستی میں چلائے جارہے خود کفیل نظام مکاتب پر بھی روشنی ڈالی اور لوگوں کو ترغیب دی کہ اپنی اپنی بستیوں میں بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب قائم کریں۔ دارالقضاء امارت شرعیہ سمستی پور و بردونی کے قاضی شریعت مولانا صدام حسین قاسمی صاحب نے معاملات میں شرعی اصول وضوابط پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ انہوں نے دارالقضاء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا مسلمان دارالقضاء کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کراکر جہاں اخروی ثواب کا مستحق بنتا ہے وہیں بہت ساری دنیاوی پریشانیوں، الجھنوں اور رسوائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے نیز ملی اور سماجی زندگی میں عزت ووقار بھی حاصل کرتا ہے۔ نظامت کی ذمہ داری مولانا محی الدین رحمانی انجام دے رہے ہیں جب کہ نظم ونسق کے سلسلے میں رفیع احمد صاحب مستعد ہیں۔

وفد کی معاونت کرنے والے مقامی حضرات میں منوروا کے مولانا نعیم احمد صاحب، قاری یحییٰ صاحب، فیروز احمد صاحب، حافظ سہراب صاحب، حاجی عبدالرؤف صاحب سرپنچ نقیب امارت شرعیہ، محمد عیسیٰ رحمانی حاجی فلاح الدین، جناب امتیاز صاحب، حاجی نعمان صاحب، جناب منظور صاحب، جناب توقیر صاحب، سکھاسن میں محمد منظور صاحب نقیب، محمد مقابل صاحب، حافظ منصور، محمد علی صاحب، محمد انظار، قمر الحسن صاحب، کٹھیروا میں جناب حاجی مطیع الرحمٰن نقیب، حاجی اخلاق، حاجی منظور، حاجی زبیر، مولانا سعید صاحب، مولانا نوشاد صاحب، عبدالقیوم صاحب، محمد ارشد، ابوالکلام، انیس الرحمٰن، زین الحق نظیر صابی، بیلون میں فیروز امین صاحب، محمد منصور عالم صاحب، ڈاکٹر عبداللہ صاحب، محمد ثناء اللہ صاحب، ابوسفیان صاحب، پھول حسن صاحب وعبدالصمد صاحب، بیلاہی میں مولانا عبدالجبار صاحب نقیب امارت شرعیہ، مولانا مجاہد الاسلام صاحب، محمد جمشید عالم مکھیا، مولانا ظفیر صاحب، پھول حسن صاحب، منہاج الحق صاحب، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب، ہرہی نگواز پور کے مطیع الرحمٰن صاحب، ضیاء الحق صاحب، محمد جسیم صاحب، فخر الدین صاحب، پھول حسن صاحب، محمد اکبر علی صاحب، اوجان کے محمد سلطان انصاری صاحب سابق پنچایت سمیتی، کلیم الدین شمس صاحب، ڈاکٹر ایصارل صاحب، عبدالقیوم صاحب، محمد فیروز، محمد ننھے، نورالہدیٰ صاحب و محمد اسرائیل صاحب، براہی کے مولانا جسیم الدین قاسمی، رضی احمد صاحب نقیب امارت شرعیہ، ڈاکٹر شہاب الدین عرف للو، شکیب احمد، وصی احمد، عبدالحنان صاحب، مولانا طفیل احمد قاسمی، بردونی میں مولانا امتیاز احمد قاسمی، مولانا شمشاد صاحب، حسن توحید صاحب، رئیس احمد صاحب، شکیل احمد، نورالحق، ماسٹر اعجاز صاحب، منہاج الہدیٰ صاحب نقیب امارت شرعیہ، محمد حسین الماں اور ہری پور میں مولانا اخلاق صاحب، ماسٹر نظام الدین صاحب، حافظ مشتاق صاحب، حافظ محمد کاظمی، عبدالغفار، محمد قربان، محمد حیدر علی، عبدالسلام، محمد حسین، غلام رسول، محمد شمشیر عالم، ماسٹر محمد نصیب رحمانی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس علماء کرام کے اس دورہ سے علاقہ میں خوشگوار اثرات محسوس کیے جارہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

وطن کی فکر کرنا داں مصیبت آنے والی ہے

عبیداللہ ناصر

جارح ہندو احیا پسندی اور نام نہاد راشٹر واد کی وجہ سے پوری دنیا میں ہندوستان کی وہ عزت خاک میں ملتی جارہی ہے جو بابائے قوم مہاتما گاندھی کی قیادت میں تحریک آزادی کے دوران ان کے مرتب کردہ اصولوں سچ، عدم تشدد، باہمی میل ملاپ، سبھی مذہبوں، سبھی فرقوں، سبھی طبقوں کو ساتھ لے کر چلنے جیسے آدرشوں کی وجہ سے ملک نے کمائی تھی اور جسے پنڈت نہرو کے زیر قیادت ہندوستان نے عالمی امن و استحکام اور پنچ شیل جیسے اصولوں کے ذریعہ ایک نو آزاد معاشی طور سے کمزور بھکمری کے شکار ملک کو دنیا کا قائد بنا دیا تھا اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ صرف اپنے ملک ہی نہیں بلکہ عالمی برادری کے دلوں پر راج کرنے کے لیے فوجی اور معاشی طاقت نہیں بلکہ انسانی قدروں، اخلاقی طاقت اور باہمی محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سنگاپور کے وزیر اعظم لی سین لونگ نے اپنے ملک کی پارلیمنٹ میں جمہوریت کی اہمیت پر خطاب کرتے ہوے جمہوریت کے سلسلہ میں ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم اور ہندوستان میں جمہوری نظام کو نافذ ہی نہیں بلکہ مستحکم کرنے والے پنڈت جواہر لعل نہرو کو یاد کیا اور اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ آج پنڈت نہرو کے اسی ہندوستان کی پارلیمنٹ میں 43 فیصد ممبروں پر سنگین فوجداری دفعات کے تحت مقدمات درج ہیں۔ مسٹر لی سین لونگ کے اس بیان پر مودی حکومت اتنی چراغ پا ہوئی کہ اس نے سنگاپور کے سفیر کو وزارت خارجہ میں طلب کر کے اس پر احتجاج درج کرایا۔ سفارتی آداب کے تحت کسی ملک کے سفیر کو وزارت خارجہ میں طلب کر کے احتجاج درج کرانا سنگین سفارتی اصولوں اور عالمی قوانین کی خلاف ورزی پر ہی ہوتا ہے، یہاں یہ سمجھ پانا مشکل ہو رہا ہے کہ مودی حکومت کی ناراضگی مسٹر لی سین کے ذریعہ پنڈت نہرو کا نام لینے سے ہے یا نصف سے کچھ کم ہندوستانی ممبران پارلیمنٹ کی اصلیت اجاگر کرنے سے ہے کیونکہ آر ایس ایس اور اس کے کارکنوں کے نزدیک پنڈت نہرو ان کے سب سے بڑے دشمن ہیں جن کے کارناموں کو وہ کمتر بنا کر پیش کرتی ہے اور یہی اصل وجہ سمجھ میں آتی ہے کیونکہ ممبران پارلیمنٹ پر مجرمانہ دفعات کے تحت درج مقدموں کی تفصیل تو ایسوسی ایشن فار ڈیموکریٹک ریفارم (اے ڈی آر) نامی تنظیم ہر الیکشن کے بعد جاری کرتی ہے جو انہی ممبروں کے ذریعہ دی گئی اطلاعات پر مبنی ہوتی ہے جو نہ جھوٹ ہوتی ہے نہ سیاسی الزام تراشی اور نہ ہی کوئی خفیہ رپورٹ۔ یہ تو الیکشن کا پرچہ داخل کرتے ہی امیدوار کو خود اخباروں میں شائع کر کے بتانے کی قانونی پابندی ہوتی ہے، پھر کسی شخص کے ذریعہ اسے دہرانے پر ناراضگی کیوں اور وہ بھی ایسے انداز میں کہ سفارتی اصولوں اور اخلاق کو ہی بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ اگر مودی حکومت کو مسٹر لی سین کے بیان پر اعتراض ہی تھا تو وزارت خارجہ کے ترجمان سے ایک وضاحتی بیان جاری کرا دیتی۔ اللہ اللہ خیر اللہ

مودی جی کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے لوک سبھا میں مکمل اکثریت کی بنا پر آر ایس ایس کو اپنے نظریہ کے مطابق ملک کو ڈھالنے کا موقع مل گیا اور اس کی تقریباً سو سال کی محنت اور لگن ثمر آور ہونے لگی اور اسے وہ سب کرنے کا موقع مل گیا جو وہ اٹل بہاری واجپئی کے دور حکومت میں نہیں کر سکی تھی۔ اس کی دو خاص وجوہ تھیں اول اٹل جی کی شخصیت، دوسری لوک سبھا میں اس کی اکثریت نہ ہونے کی بنا پر دوسری پارٹیوں کی حمایت پر اس کی حکومت کا انحصار لیکن مودی جی کے روپ میں اسے اس کا مسیحا مل گیا۔ گجرات فسادات کے بعد سیاسی حالات میں بڑی تبدیلی آئی اور مودی جی آر ایس ایس اور بی جے پی میں بڑے لیڈر کے طور پر اُبھرے۔ حالاں کہ بی جے پی کو اس مقام پر پہنچانے میں سب سے اہم کردار اڈوانی جی کا تھا لیکن وہ مودی کے مقابلہ کمزور پڑ گئے۔ مودی کی قیادت والے ہندوستان میں گزشتہ سات برسوں میں ہندوستان میں وہ سب کچھ ہوا جو ہمارے تصور سے باہر تھا اور جو کوئی مہذب سماج سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسلامو فوبیا اپنی بدترین شکل میں سامنے آیا۔ سرکار کی سرپرستی میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت بلکہ تشدد کی مہم چلائی گئی۔ جمہوریت کا محافظ سمجھا جانے والا میڈیا آر ایس ایس کے نظریات کا پرچارک بن گیا اور بہت سے معاملات میں عدلیہ تک سوالوں کے گھیرے میں آ گئی۔ دیگر آئینی اداروں کا کیا رونا وہاں تو آر ایس ایس کے پرچارکوں یا اس کے نظریات کے حامی لوگوں کو بٹھا کر ان کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی اور وہ جمہوریت کا ستون بننے کے بجائے حکومت کا بازو بن گئے۔

ہندوستان میں جمہوریت شخصی آزادی اور انسانی حقوق کو لے کر عالمی برادری کی فکر بڑھتی جا رہی ہے، یہ ملک کے لیے شرم کی بات ہے لیکن اقتدار تعداد اور ملک کی ایک بڑی آبادی کو مذہبی جنون میں مبتلا کر دینے کے بعد برسر اقتدار ٹولے کا تکبر اور غرور ساتویں آسمان پر ہے اور انہیں لگتا ہے کہ وہ عالمی رائے عامہ کو نظر انداز کر کے ہندوستان جیسے بڑے ملک کو شمالی کوریا ٹائپ کے ملک میں تبدیل کر دیں۔ ہمیں سمجھنا ہوگا کہ حقوق انسانی کسی ملک کا اندرونی معاملہ نہیں رہ گیا ہے، عالمی برادری خاص کر یوروپ، امریکہ وغیرہ کے عوام اس معاملہ میں بہت حساس ہیں، بھلے ہی ان کی حکومتیں مصلحت کوشی سے کام لیں۔

تازہ تنازع مسلم لڑکیوں کے حجاب کو لے کر شروع ہوا ہے۔ عقل حیران ہے کہ یہ تنازع کی وجہ کیوں بن گیا اور کرناٹک کے ایک خوبصورت چھوٹے سے شہر میں بلاوجہ کا شروع کیا گیا تنازع ملک گیر ہی نہیں بلکہ عالم گیر کیسے بن گیا! کرناٹک کے اس اسکول میں حجاب پر پابندی کیوں لگائی گئی، اس میں آر ایس ایس کے کارکن کیوں کود پڑے؟ پہلی نظر میں ہی یہ غیر قانونی اور غیر آئینی قدم عدالت میں اتنا لمبا کیوں کھنچ رہا ہے اور اس کو لے کر جو جارحانہ غیر مہذب و غیر انسانی رویہ اختیار کیا گیا اور جس طرح کرناٹک کی حکومت اس کو ہوا دے رہی ہے، فطری طور سے یہ معاملہ حقوق انسانی کی خلاف ورزی کے زمرہ میں آ گیا، یہاں تک کہ ہیومن رائٹس واچ نام کی عالمی تنظیم کو بھی اس معاملہ میں حکومت ہند کے رویہ کی نکتہ چینی کرنی پڑی اور حجاب کو مسلم لڑکیوں کا حق قرار دینا پڑا کیونکہ یہ ان کی پسند اور ناپسند کا معاملہ ہے، اگر حجاب زبردستی پہنانا غلط ہے تو اسے زبردستی اتروانا تو اس سے بھی بڑا جرم ہے لیکن ان مسلم دشمن عناصر کو دنیا کی تھو تھو سے کوئی مطلب نہیں ہے، ان کی غیر انسانی جبلت کو مسلمانوں کو ذہنی طور سے پریشان دیکھ کر ایک سڈسٹک پلیزر حاصل ہوتا ہے اور بی جے پی کو ووٹ کی فصل کاٹنے کا موقع مل جاتا ہے، بھلے ہی اس کی قیمت ملک کو کتنی بڑی ادا کرنی پڑے، اس سے ان کی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔

ان عناصر کی وجہ سے عرب ملکوں سے ہندوستان کے روایتی اور تاریخی تعلقات پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔ عرب حکومتیں تو سفارتی آداب کے تحت مصلحت سے کام لے رہی ہیں لیکن عرب عوام اور سیاسی شخصیات ہندوستان میں پھیل رہی مسلم اور اسلام دشمنی پر خاموش نہیں ہیں۔ متحدہ عرب امارات کی شہزادی ہند القاسم تو بہت پہلے سے ہی اس معاملہ میں کھل کر اپنا موقف واضح کرتی رہی ہیں۔ حجاب کے اس تازہ تنازع خاص کر مسکان خان نامی اس مسلم بچی جس کو آر ایس ایس حامیوں نے گھیر لیا تھا، اس کے معاملہ میں کویت کے ممبران پارلیمنٹ نے سخت موقف اختیار کیا اور اپنی حکومت سے یہاں تک مطالبہ کر دیا کہ بی جے پی سے وابستہ ہندوستانی شہریوں کے کویت آنے پر ہی پابندی لگا دی جائے۔ کویت میں تعینات ہندوستانی سفیر نے ششی تھرور کی ایک ٹوئٹ کے جواب میں بتایا کہ کویتی پارلیمنٹ میں یہ معاملہ ایک پاکستانی کی ایما پر اٹھایا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ جب آپ نے آگ لگائی تو دھواں باہر جائے گا ہی۔ یہ ذمہ داری تو آگ لگانے والوں کی ہے کہ وہ اس کے نقصان کو سمجھیں۔

گزشتہ سات آٹھ برسوں میں سنگھی حکومت نے جس طرح ملک کو عالمی برادری میں رسوا کیا ہے اور جس طرح ہندوستان کی صدیوں پرانی نیک نامی کو ملیا میٹ کیا ہے، وہ لمحۂ فکریہ ہے۔ افسوس ہے کہ حکومت ہند اور ارباب اقتدار کے کانوں پر جوں نہیں رینگ رہی ہے۔ ان کی توجہ کا واحد مرکز الیکشن جیتنا ہے، اس کے لیے ملک کا سماجی تانا بانا تباہ ہوتا ہے تو ہو، ملک کی ساکھ برباد ہو رہی ہے تو، ملک خانہ جنگی کے دہانہ پر پہنچ گیا تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے، بس ان کا سیاسی مقصد پورا ہوتا رہے، یہ المناک ہے۔ لمحوں کی اس خطا کا خمیازہ صدیاں بھگتیں گی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۱/۱۰۳/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ)

آسمین پروین بنت عبدالرزاق مقام جھنگیا وارڈ نمبر ۳، جلال ٹولہ ڈاکخانہ سنگھیشور ضلع مدھے پورہ۔ فریق اول

بنام

محمد زبیر ولد محمد لیاقت مقام سنگم وہار، گلی نمبر ۸، ڈاکخانہ سنگم وہار، نئی دہلی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ فریق دوم کے خلاف ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ بہار میں عرصہ دو سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲؍شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴؍مئی ۲۰۲۲ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶/۴۹۶/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گورگاواں ضلع گڈا، جھارکھنڈ)

سحین خاتون بنت سبحان انصاری مقام نرائن پور ڈاکخانہ پڑایا بلاک مہگواں ضلع گڈا (جھارکھنڈ)۔ فریق اول

بنام

محمد مرشد ولد نور محمد انصاری مقام سٹھیاری بمیا ڈاکخانہ پاٹھکڈ یہہ تھانہ ائیڈ ٹڈا ضلع بھاگلپور (بہار)۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ مذکورہ نے آپ فریق دوم کے خلاف ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گورگاؤں ضلع گڈا جھارکھنڈ میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵؍شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۹؍مارچ ۲۰۲۲ء روز منگل بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۹۲/۲۴۴۲۲/۱۴۴۲ھ

سبو خاتون بنت سرور خان مقام سریلا ڈاکخانہ دلدار نگر ضلع غازی پور (یوپی)۔ فریق اول

بنام

اصغر خان ولد افسر خان مقام بھورہ ڈاکخانہ دلدار نگر ضلع غازی پور (یوپی)۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ ۹؍سالوں سے جملہ حقوق سے محرومی کی بنا پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴؍شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶؍مئی ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

مرگی اسباب وعلاج

مرگی Epilepsy ایک دماغی بیماری ہے جوکہ اعصابی بیماریوں میں سے ایک ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً 5 کروڑ افراد مرگی Epilepsy کے مرض میں مبتلا ہیں۔ جب کسی کو یہ بیماری ہوجائے تو پھر اسے مرگی کے دورے پڑسکتے ہیں۔

کسی بھی شخص کو زندگی میں ایک آدھ مرتبہ مرگی کا دورہ پڑسکتا ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ اسے ہمیشہ مرگی ہی ہو۔ عمومی طور پر مرگی کی تشخیص اس وقت کی جاتی ہے، جب ایک سے زیادہ دورے پڑیں اور ڈاکٹر یہ سمجھتا ہو کہ مزید دورے بھی پڑسکتے ہیں۔ مرگی کسی بھی عمر میں شروع ہوسکتی ہے۔

اسباب:

مرگی کی بیماری دماغ میں برقی انتشار پیدا ہونے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔ ہر انسان کے دماغ میں برقی کرنٹ کارفرما ہوتا ہے، جس کے ذریعے دماغ کا ایک حصہ دوسرے حصے سے منسلک رہ کر اپنا فعل انجام دیتا ہے۔

بعض انسانوں کے دماغ میں کسی خاص وجہ سے دماغی کرنٹ کی پیداوار کا نظام وقفے وقفے سے بگڑ جاتا ہے اور اس کا نتیجہ مرگی کے دورے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک دورہ اس وقت پڑتا ہے جب دماغ میں الیکٹریکل سرگری کا شدید جھٹکا لگتا ہے۔ یہ دماغ کے عمومی طریقہ کار میں عارضی خلل پیدا کرسکتا ہے، جس کی وجہ سے دماغ کے پیغامات آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔

مرگی Epilepsy کے دوروں کی کئی اقسام ہیں۔

چند اقسام میں مریض اس بارے میں چوکنا اور آگاہ ہوتے ہیں کہ ان کے اردگرد کیا ہو رہا ہے جبکہ دیگر اقسام میں وہ ہوش وحواس کھو دیتے ہیں۔ انھیں غیر معمولی احساسات، خیالات یا حرکات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ ان کا جسم اکڑ جائے، وہ نیچے گر جائیں اور انھیں جھٹکے لگیں۔

ڈاکٹروں کی جانب سے ہی مرگی ہونے کی واضح وجہ بتائی جاسکتی ہے، تاہم اس مرض میں مبتلا آدھے لوگوں میں ڈاکٹر مرگی کا سبب نہیں جانتے۔

وجوہات:

• فالج • دماغی انفیکشن جیسے کہ سرسام • شدید دماغی چوٹ۔ دورانِ پیدائش مسائل مثلاً نومولود کو کم آکسیجن لینا شامل ہیں۔

کچھ لوگوں میں مرگی کی وجہ موروثی ہوسکتی ہے۔ سائنس دان اس بارے میں مزید جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مرگی موروثی طور پر کیسے منتقل ہوتی ہے۔ ڈاکٹرز مرگی سے متاثرہ کسی بھی شخص (یا اس کے نگہداشت کنندگان) کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس موضوع پر جتنا ممکن ہوسکے مطالعہ کریں۔

تشخیص:

اگر ڈاکٹر سمجھتا ہے کہ کسی شخص کو مرگی ہے، تو وہ اس کی تشخیص اور علاج میں تجربہ رکھنے والے کسی ماہر ڈاکٹر سے ملاقات کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ عمومی طور پر وہ ڈاکٹر ایک نیورولوجسٹ ہوتا ہے۔

مریض اپنے دوروں کے بارے میں جو کچھ بتاتا ہے، اسی بنیاد پر ماہر ڈاکٹر کی جانب سے تشخیص کی جاتی ہے۔ عام طور پر وہ چند ٹیسٹ کروانے کا کہتے ہیں، جن میں خون کا ٹیسٹ، ایک ای ای جی (دماغ کی لہروں کو ریکارڈ کرنا) اور دماغ کا ایک اسکین شامل ہوتا ہے۔

یہ ٹیسٹ، ماہر ڈاکٹر کو اس بات کا فیصلہ کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں کہ آیا اس شخص کو مرگی ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس کی نوعیت اور وجہ کیا ہے۔ لیکن ایسا کوئی بھی واحد ٹیسٹ موجود نہیں ہے، جس سے اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ کسی کو مرگی ہے یا نہیں۔

اس حوالے سے ڈاکٹرز، متاثرہ افراد اور ان کے نگہداشت کنندگان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سوالات پوچھنے سے نہ گھبرائیں، بے شک کوئی سوال کتنا ہی معمولی یا احمقانہ ہو، پھر بھی پوچھیں۔

مرگی کا علاج:

مرگی میں مبتلا 10 میں سے 7 مریضوں کے دورے درست علاج سے پوری طرح قابو میں آجاتے ہیں۔ مرگی کا بنیادی علاج مرگی کی ادویات ہیں۔ عموماً ان دوائیوں کو اینٹی ایپیلپٹک ڈرگز یا اے ای ڈیز کہا جاتا ہے۔ یہ دوائیاں مرگی کو ٹھیک نہیں کرتیں، مگر دوروں کو روکنے یا کم کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

ماہر ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ مریض کو مرگی کی ادویات کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیسے کام کرتی ہیں اور ان کے ممکنہ ضمنی اثرات کیا ہوسکتے ہیں۔

ہر شخص مختلف ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی خاص قسم کی دوا انہیں اچھی محسوس نہیں ہو رہی۔ اگر کسی بھی مریض کے ساتھ ایسا ہوتا ہے، تو ڈاکٹر دیکھے گا کہ کیا کوئی دوسری دوا اس مریض کے لیے بہتر ہوسکتی ہے۔

مرگی کا علاج کرنے کے دیگر طریقے بھی موجود ہیں مگر وہ ہر کسی کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ ان میں مرگی کے لیے مختلف اقسام کی سرجری اور بعض اوقات بچوں کے لیے استعمال ہونے والی خصوصی غذا شامل ہیں۔

سر درد جان لیوا بھی ثابت ہوسکتا ہے

سر میں درد ہمیشہ خطرناک نہیں ہوتا لیکن کبھی کبھی یہ متاثرہ شخص کو موت کے منہ میں بھی پہنچا سکتا ہے۔ اگر فوری تشخیص کرلی جائے تو ڈاکٹر اس خطرے کو کم کرسکتے ہیں۔ درجہ ذیل ایسی علامات تحریر کی جارہی ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ (1) سر میں کچھ سیکنڈز یا منٹ کیلئے ایسا درد اٹھے کہ ناقابلِ برداشت ہو۔ (2) جسم کے رُخ تبدیل کرنے پر درد کی شدت میں بدلاؤ آئے۔ (3) کھانسی، چھینک یا جسم پر کسی قسم کے دباؤ کے نتیجے میں سر میں درد ہو۔ (4) ایسا درد جو ختم نہ ہو رہا ہو۔ (5) وہ درد جو 50 سال کی عمر گزرنے کے بعد پیدا ہو۔ (6) ایسا درد جو بخار، ٹھنڈ، رات میں پسینے یا بلاوجہ وزن میں کمی سے جڑا ہو۔ (7) درد کی شدت میں یا اس کی نوعت میں اتار چڑھاؤ۔ (8) سر میں کسی مخصوص مقام پر درد ہونا۔ (9) نفسیاتی حالت جیسے دیکھنے کی صلاحیت، جسم کے ایک حصے کا سُن یا اس میں کمزوری محسوس ہونے یا بولنے کی صلاحیت متاثر ہونے سے درد کا منسلک ہونا۔ (10) درد کے وقت آنکھ لال یا اس میں درد ہونا۔ مذکورہ بالا علامات اگر ظاہر ہوں تو فوری طبی امداد حاصل کی جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ: (1) دماغی حالت میں تبدیلی سے منسلک درد۔ (2) درد کے وقت چہرے کے پٹھے (muscles) متاثر ہونا یا جسمانی رُخ کو تبدیل نہ کرپانا۔ (3) مرگی (4) ماضی میں کینسر یا ایڈز کی دفائی قوت مزاحم ادویات استعمال کرنے والے مریض کو سر میں درد ہونا۔ (5) اچانک سے ناقابلِ برداشت درد اُٹھنا۔ ایسی علامات میں فوری طور پر ایمرجنسی طلب کرنی چاہیے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

حج کمیٹی کی تشکیل نو پر 8 ہفتے کے اندر حلف نامہ داخل کرنے کی سپریم کورٹ کی ہدایت

حج کمیٹی آف انڈیا کی تشکیل نو دیگر کئی معاملات کے سلسلے میں دائر مفاد عامہ کی عرضی پر سماعت کرتے ہوئے عدالت عظمٰی نے حکومت کے رویے پر سخت رخ اپناتے ہوئے 8 ہفتہ کے اندر مرکزی حکومت سے حلف نامہ داخل کرنے کو کہا۔ سپریم کورٹ کے جسٹس عبدالنظیر اور جسٹس کرشن مراری کی بینچ نے سماعت کرتے ہوئے کہا کہ یہ آخری موقع دیا جارہا ہے اور کئی اسٹیٹ کے وکیل اور سرکاری وکیل مسٹر نٹراجن وغیرہ نے بحث میں کہا کہ بہت سے اسٹیٹ میں الیکشن تھے اور پہلے کووڈ تھا اور ہم کمیٹی بنانے میں لگے ہیں۔

مالیا پر سزا کی سماعت مکمل، سپریم کورٹ نے فیصلہ محفوظ کیا

سپریم کورٹ نے عدالت کی توہین کے قصوروار مفرور شراب کے کاروباری وجے مالیا کی سزا طے کرنے کے معاملے میں سماعت مکمل کرکے اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا۔ جج یو یو للت، جج ایس رویندر بھٹ اور جج پی ایس نرسمہا کی بنچ نے سماعت مکمل ہونے کے بعد مالیا کے وکیل تحریری دلائل داخل کرنے کا موقع دیا۔ اس معاملہ میں نیائے متر سینئر وکیل جیت دیپ گپتا نے سماعت کے دوران کہا کہ سپریم کورٹ نے مالیا کو کئی مواقع دیئے لیکن وہ پیش نہیں ہوا۔ عدالت عظمی نے توہین کے معاملے میں مالیا کو 2017 میں قصوروار ٹھہرایا تھا۔ مختلف بینکوں کی جانب سے دائر توہین معاملے میں سزا طے کرنے کی دس فروری کو طے سماعت کے دوران پیش ہونے کے لئے اسے آخری موقع دیا تھا۔ بنچ نے وزارت داخلہ کے اس موقف پر بھی غور کیا کہ برطانیہ کے داخلہ کے دفتر نے مطلع کیا ہے کہ مالیا پر ایک دیگر قانونی معاملہ ہے جسے اس کی حوالگی سے پہلے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ سالیسٹر جنرل تشار مہتہ نے اپنے سابقہ دلائی کو واضح کیا کہ یہ ہندستانی حکومت کا اسٹینڈ نہیں تھا کہ مالیا کے خلاف کچھ خفیہ کارروائی میں برطانیہ میں زیر التوا ہے بلکہ یہ وہاں کی حکومت کا اسٹینڈ تھا۔

کرناٹک ہائی کورٹ میں 54 آسامیوں کیلئے بھرتی 7 اپریل تک درخواست دیں

کرناٹک ہائی کورٹ نے سٹینو گرافر کے عہدے پر بھرتی کے لیے اہل امیدواروں سے آن لائن درخواستیں طلب کی ہیں۔ درخواست دینے کا عمل 9 مارچ 2022 سے شروع ہوا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار کرناٹک ہائی کورٹ کی سرکاری ویب سائٹ karnatakajudiciary.kar.nic.in کے ذریعے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں۔ آن لائن درخواست کی آخری تاریخ 7 اپریل 2022 ہے۔ اہل امیدواروں کا انتخاب ذاتی انٹرویو اور دستاویزات کی تصدیق کی بنیاد پر کیا جائے گا اس بھرتی مہم کے تحت اسسٹنٹ کورٹ سیکرٹری (سٹینو گرافر) کی کل 54 آسامیاں پُر کی جانی ہیں۔ ان پوسٹوں کے لیے درخواست دینے والے جنرل زمرے کے امیدواروں کی کم از کم عمر 18 سال اور زیادہ سے زیادہ 38 سال ہونی چاہیے۔ حکومت کے قوانین کے مطابق ریزرو کیٹیگری کو عمر کی بالائی حد میں چھوٹ ملے گی۔

بین الاقوامی کمرشیل پروازیں 27 مارچ سے ہوں گی بحال

تقریباً دو سال کے بعد حکومت نے کووڈ کے رہنما خطوط کی تعمیل کے ساتھ 27 مارچ سے ملک میں بین الاقوامی کمرشیل پروازیں دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سول ایوی ایشن (ڈی جی سی اے) نے کووڈ-19 کے پیش نظر 23 مارچ 2020 سے بین الاقوامی کمرشیل پروازوں کو معطل کردیا تھا۔ ڈی جی سی اے نے 28 فروری کو جاری کردہ ایک سرکلر میں بین الاقوامی کمرشیل پروازوں پر پابندی کو اگلے حکم تک بڑھایا تھا۔ شہری ہوابازی کی وزارت نے کہا کہ پوری دنیا میں کووڈ ویکسینیشن کی کوریج کو بڑھانے اور تمام اسٹیک ہولڈر کے ساتھ غور وخوض کے بعد حکومت ہند نے 26 مارچ کی آدھی رات کے بعد بہ ضابطہ کمرشیل بین الاقوامی پروازوں میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس طرح سے 27 مارچ 2022 سے یہ پروازیں بحال جائیں گے۔ بعض ممالک کے ساتھ ایئر ببل کا سسٹم بھی 26 مارچ کی نصف شب تک جاری رہے گا۔

جے این یو طالب علم شرجیل امام معاملے میں دہلی حکومت کو نوٹس

دہلی ہائی کورٹ نے سی اے اے اور این آر سی کی مخالفت میں مبینہ اشتعال انگیز تقاریر کے معاملے میں فرد جرم عائد کئے جانے سے متعلق نچلی عدالت کے فیصلے کو چیلنج کرنے والی جے این یو طالب علم امام کی عرضی پر شنوائی کے بعد دہلی حکومت کو نوٹس جاری کیا۔ جسٹس سدھارتھ مردل اور جسٹس اے کے مینڈیرتا کی سربراہی والی دورکنی بینچ نے شرجیل کی عرضی پر سماعت کے بعد دہلی حکومت سے تفصیلی جواب طلب کیا ہے۔ بینچ نے دہلی حکومت کو اس معاملے میں تمام متعلقہ دستاویزات عدالت کے سامنے پیش کرنے کے لیے دو ہفتے کا وقت دیا ہے۔

Volume:62/72,Issue:11 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری (عامر عثمانی)

یوکرین پر روسی جارحیت اور عالمی مسائل؟

ڈاکٹر مشتاق احمد

بین الاقوامی سطح پر یوکرین کے مسائل پر فکر مندی ظاہر کی جارہی ہے، لیکن بلادیمر پوتین کی توسیع پسندیت اور خود کو دنیا کا سب سے طاقتور حکمراں ہونے کی سنک نے یوکرین کی امن پسند عوام کی نیند حرام کردی ہے اور یوکرین میں روسی افواج کی جارحیت نے یہ ثابت کردیا ہے کہ روس اب امریکہ کی گیدڑ بھبکی کی حقیقت سے واقف ہو چکا ہے اور ناٹو کے ممبران کی بزدلی سے بھی وہ کماحقہ واقف ہے۔ کیوں کہ یوکرین میں جس طرح روسی افواج نے تباہی مچارکھی ہے اور امریکہ کے ساتھ ساتھ ان کے تمام حامیوں کی زبانیں بند ہیں، اس سے یوکرین بالکل تنہا ہو کر رہ گیا ہے، روس کے لئے ایک طرح سے کھلا میدان مل گیا ہے کہ وہ یوکرین پر قابض ہو جائے، یوں تو یوکرین اور روس کے درمیان گذشتہ کئی برسوں سے جس طرح کی سرد جنگ جاری تھی اور یوکرین کے اندر حکمراں جماعت کے خلاف ایک خاص جنگجو جماعت کو روس کی اعلانیہ حمایت حاصل تھی اس سے پوری دنیا واقف ہے اور یہ اندیشہ لاحق تھا کہ کسی بھی دن روسی صدر بلادیمر پوتین یوکرین کو تباہی میں تبدیل کردیں گے، گذشتہ دنوں روس نے یوکرین میں ہر طرف تباہی مچارکھی ہے، بڑے شہروں سے لے کر دیہی علاقوں تک کی عمارتوں میں آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں، عام شہری اپنی زندگی کی دعا مانگ رہے ہیں اور پورے ملک میں افراتفری کا عالم ہے، کچھ لوگ بینگروں میں پناہ لئے ہوئے ہیں تو کچھ میٹرو اسٹیشنوں میں پناہ گزیں ہیں، یوکرین کے دارالحکومت کیف کی حالت بھی بدتر ہوگئی ہے کہ وہاں بھی رات دن بمباری ہورہی ہے، غرض کہ پورے یوکرین میں نفسانفسی کا عالم ہے اور ویسے علاقے جہاں ابھی تک روسی میزائل نہیں ہیں وہاں کے لوگ بھی خوف وہراس کی زندگی جی رہے ہیں کہ کسی بھی وقت وہ بھی روسی تباہی کے شکار ہو سکتے ہیں، سب سے افسوسناک صورتحال تو یہ ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ ان کے حامی زبانی طور پر محض روسی حملے کی مذمت کررہے ہیں اور روس سے تمام تر روابط کے خاتمے کے اعلان کے ساتھ کئی طرح کی پابندیاں لگانے کی بات کہہ رہے ہیں، لیکن عملی طور پر کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کو تیار نہیں ہیں کہ جس سے پوتین کو یہ احساس ہو کہ ان کا یہ قدم روس کے لئے بھی تباہی کا باعث بن سکتا ہے، دراصل روس کو چین کی حمایت حاصل ہے اور چین نے اعلانیہ طور پر پوری دنیا کو یہ اشارہ بھی دے دیا ہے کہ اس جنگ میں وہ روس کے ساتھ کھڑا ہے، کیوں کہ چین نے اس جارحیت کو روس اور یوکرین کے درمیان آپسی تنازعہ قرار دیا ہے اور یوکرین پر حملہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔

بہرکیف! روز بروز یوکرین کی حالت میں بدتر ہوتی جارہی ہے اور عالمی سطح پر یہ فکرمندی بھی بڑھتی جارہی ہے کہ پوتین کا یہ قدم کہیں تیسری جنگ کا آغاز تو نہیں ہے، کیوں کہ جس طرح پوتین پوری دنیا کو للکار رہے ہیں اس سے تو ایسا ہی لگتا ہے ہ کہیں پوری دنیا جنگ میں تبدیل نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ انسانی معاشرے کے لئے سب سے تباہ کن جنگ ہوگی، کیوں کہ کورونا کی وبا کی وجہ سے پوری دنیا معاشی طور پر بدحال ہے اور ہر چھوٹے بڑے ممالک پہلے سے ہی بے شمار مسائل سے دوچار ہیں اور سچائی تو یہ ہے کہ خود روس بھی کئی طرح کے معاشی مسائل سے نبرد آزما ہے، یوکرین پر حملے کے بعد روسی کرنسی میں ۲۶ فیصد کی کمی ہوگئی ہے، دنیا کے بیشتر ممالک نے روسی بینک سے کاروبند کردیا ہے جس کی وجہ سے روس کو بھی بڑا خسارہ ہورہا ہے، ساتھ ہی ساتھ دنیا کے دیگر ترقی پذیر ممالک میں بھی اس جنگ کے نمایاں اثرات دکھائی دے رہے ہیں، گذشتہ دنوں یواین او کے جنرل کونسل کی میٹنگ میں ۱۹۳ ممالک نے یوکرین اور روس کی جنگ کو پوری دنیا کیلئے خطرناک قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ جب کبھی دوملکوں کے درمیان اس طرح کی جنگی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو دونوں کے حامیوں کی صف بندی بھی ہونے لگتی ہے اور ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف سازشی تانے بانے شروع کردیتے ہیں، اگرچہ اب یوکرین اور روس دونوں سرحد پر گفت وشنید کے لئے تیار ہو گئے ہیں لیکن پوتین کا جو جارحانہ رویہ ہے اور اپنی بات منوانے کی ضد ہے اس سے ایسا نہیں لگتا کہ یہ مسئلہ حل ہو سکے گا اور اگر ان دونوں کے درمیان جلد از جلد مفاہمت نہیں ہوئی تو دیکھتے دیکھتے عالمی جنگ کی بساط بچھ سکتی ہے۔

جہاں تک اپنے ملک ہندوستان کا سوال ہے تو یوکرین اور روس کی جنگ ہمارے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ یوکرین میں تقریباً بیس ہزار طلباء وطالبات میڈیکل وانجینئرنگ کالجوں میں زیر تعلیم ہیں اور وہ سبھی اس وقت بے یارومددگار وطن واپسی کے لئے دربدر ہورہے ہیں۔ اگرچہ حکومتِ ہند دعویٰ کررہی ہے کہ تمام ہندوستانی شہریوں کو یوکرین سے واپسی کے انتظامات کئے جارہے ہیں اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ ہمارے ملک کے طلباء اور طالبات کی واپسی کے لئے بروقت انتظام ہوگیا ہوتا تو شاید اس وقت وہ سب جن پریشانیوں سے دوچار ہیں اس سے محفوظ رہتے، گذشتہ دنوں ہزاروں طلباء بذریعہ بس وٹیکسی ہنگری اور پولینڈ کی سرحد پہنچے ہیں کہ ہماری حکومت اب ہنگری اور پولینڈ کے ہوائی اڈوں سے اپنے شہریوں کو ملک واپسی کے لئے سہولت فراہم کررہی ہے، لیکن اب بھی ہزاروں طلباء وطالبات یوکرین کے مختلف علاقوں میں پھنسے ہوئے ہیں، وہاں جس طرح میزائل داغے جارہے ہیں اور بمباری ہورہی ہے ایسے حالات میں وہاں سے ان کے لئے کوچ کرنا مشکل ہورہا ہے، یوکرین میں ہمارا سفارتخانہ بھی ہے اور وہاں موجود سفیر ودیگر عملوں کے ذریعہ بھی کوشش ہورہی ہے، لیکن اگر یہ پہل پہلے کی جاتی تو شاید اس وقت ہندوستان کے لئے اتنی مشکل نہیں پیش آتی، یوکرین یا دوسرے یوروپی ممالک میں جب کبھی اس طرح کے ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوتے ہیں تو ہمارے ملک کے لئے سب سے بڑی فکرمندی یہ پیدا ہوتی ہے کہ ان ملکوں میں بڑی تعداد میں زیر تعلیم طلباء مشکلوں سے دوچار ہوجاتے ہیں، اب سوال اٹھتا ہے کہ آخر ہمارے ملک سے ہجرت کرنے والے طلبہ کو اپنے ملک میں ہی میڈیکل اور انجینئرنگ جیسی پروفیشنل ڈگری دینے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں تعلیمی ادارے کیوں قائم نہیں کئے جارہے ہیں اور اگر نجی میڈیکل کالج وانجینئرنگ کالج ہیں بھی تو اس کی فیس کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے مرکزی اور ریاستی حکومتیں کوئی ٹھوس لائحہ عمل کیوں تیار نہیں کرپارہی ہیں، یوکرین، قزاکستان، ازبکستان اور روس کے ساتھ دوسرے یوروپی ممالک میں بھی میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد ہے اور محض اس لئے کہ وہاں ملک کے پرائیوٹ میڈیکل کالجوں کی فیس ملکی میڈیکل کالجوں سے کم ہے اور متوسط طبقے کے افراد بھی ان ممالک میں اپنے بچوں کی تعلیمی فیس برداشت کرلیتے ہیں، مثلاً ہندوستان کے کسی بھی نجی میڈیکل کالجوں کی فیس سالانہ پندرہ لاکھ سے کم نہیں ہے جب کہ یوکرین اور دیگر یوروپی ممالک میں پانچ سے سات لاکھ سالانہ فیس ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سے بڑی تعداد میں میڈیکل کالج، انجینئرنگ اور منجمنٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے کثیر تعداد میں طلباء ان ممالک کا رخ کرتے ہیں، اس لئے اس مسئلے پر بھی ہمیں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر کس طرح ہندوستانی طلباء کی ہجرت کو روکا جا سکے، جہاں تک یوکرین اور روس کے درمیان جنگ کے سیاسی پہلو کا سوال ہے تو وہ بھی ہمارے لئے فکرمندی کا باعث ہے کہ روس سے ہندوستان کا گہرا سیاسی رشتہ رہا ہے، بلکہ ماضی میں امریکہ کے مقابلے روس سے ہماری گہری دوستی رہی ہے، لیکن حالیہ دنوں میں جس طرح چین نے روس کو اپنے سحر میں مسحور کرلیا ہے، اس کی وجہ سے روس کے روے میں قدرت تبدیلی واقع ہوتی ہے اور چین کی وجہ سے پاکستان بھی روس کے جال میں پھنس چکا ہے اور چوں کہ چین اور پاکستان دونوں ہندوستان کا پڑوسی ملک ہے اور دونوں کی شطرنجی چالیں ہمارے خلاف رہی ہیں، اس لئے ہندوستان کو بھی روس کے ساتھ محتاط رہنا ہوگا، کیوں کہ روس نے جس طرح یوکرین پر حملہ کیا ہے وہ پوری عالمی برادری کے لئے تشویشناک ہے اور پوتین کا شیطانی ذہن کس وقت کون سا فیصلہ لے گا یہ کہنا مشکل ہے۔

مختصر یہ کہ اس وقت ہندوستان کے لئے سب سے بڑی فکرمندی یہ ہے کہ کس طرح ہمارے طلباء وطالبات یوکرین کی سرحد کو عبور کر دوسرے ممالک میں باحفاظت پہنچیں اور پھر ان کی ملک واپسی ہو۔ کیوں کہ پوتین کی جارحیت اگر رک بھی جاتی ہے تو یوکرین کے حالات امروز فردا میں معمول پر آنے والے نہیں ہیں اور ایسی صورت میں نہ صرف ان طلباء کی زندگی کا سوال ہے بلکہ ان کے مستقبل کی بھی فکر کرنی ہوگی کہ وہ سبھی اپنی آدھی ادھوری پڑھائی چھوڑ کر وطن واپس ہوں گے اس کے لئے بھی کوئی لائحہ عمل طے کرنا ہوگا کہ وہ وطن واپس ہو کر اپنی پڑھائی پوری کرسکیں تاکہ ان کا مستقبل تاریک ہونے سے بچ جائے اور وہ سب اپنے ملک کے شہریوں کی خدمت کرسکیں، کچھ اسی طرح کی صورتحال دیگر ممالک کی بھی ہے کہ اس جنگ کی وجہ سے ان کی تجارت اثر انداز ہورہی ہے اور اس کا بالواسطہ اثر وہاں کی معیشت پر پڑ رہا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ روس پر عالمی دباؤ بنایا جانا چاہئے کہ وہ جلد سے جلد جنگ بندی کو تیار ہو جائے اور کورونا جیسی مہلک بیماری سے معاشی طور پر کمزور ہو چکی دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے نجات مل سکے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner